ہر اتوار کو روزنامہ اسلام کے ساتھ شائع ہوتا ہے

بچوں کا اسلام

1106

اتوار 13 ربیع الثانی 1445ھ
مطابق 29-اکتوبر 2023ء

پاکستان کا سب سے زیادہ شائع ہونے والا بچوں کا مقبول ترین ہفت روزہ

اور جب ایک دن مرنا ہی ہے!

ننھا فتنہ

القرآن

اسراف مت کرو!

ایک فریق کو تو اُس نے ہدایت دی اور ایک فریق پر گمراہی ثابت ہو چکی، اُن لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر شیطانوں کو رفیق بنا لیا اور سمجھتے یہ ہیں کہ ہدایت یاب ہیں۔ اے بنی آدم! ہر نماز کے وقت اپنے تیئں مزین کیا کرو اور کھاؤ اور پیو اور بے جا نہ اُڑاؤ کہ اللہ بے جا اُڑانے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

(سورۃ الاعراف)

الحدیث

مالِ یتیم میں اسراف

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ ایک صاحب دربارِ نبوت میں حاضر خدمت ہو کر عرض کرنے لگے: ’حضرت! میں ایک محتاج شخص ہوں، میری زیرِ کفالت ایک مالدار نابالغ یتیم بچہ ہے، کیا میں اس کے مال سے کھا پی سکتا ہوں؟‘ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ’’یتیم کا مال استعمال کر سکتے ہو مگر اسراف اور فضول خرچی کرنے کی اجازت نہیں۔‘‘ (سنن نسائی)

دستک

اور جب ایک دن مرنا ہی ہے!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

شہدا کی سرزمین فلسطین میں ایک بار پھر حق و باطل کا معرکہ جاری ہے۔ مٹھی بھر شہزادے ایک بار پھر بڑی آن بان شان سے اہلِ بدر کی یاد تازہ کر رہے ہیں۔

ایک طرف دنیا کی سب سے بڑی کھلی جیل میں قربانیوں کی ایک بے مثال داستان لہو سے رقم کی جا رہی ہے تو دوسری طرف اس جیل غزہ سے ہزاروں میل دور پر فضا مقام پر بیٹھے پاکستان کے لیے باعث سزا کچھ دانشور باہم یہ گفتگو فرما رہے ہیں کہ یہ ’’عاقبت نا اندیش‘‘ اپنی پر تشدد کارروائیوں سے عام لوگوں کو مروا رہے ہیں!

شاید یہ ’’عاقبت اندیش دانش گرد‘‘ یہ خیال کیے ہوئے ہیں کہ اِس معرکے سے قبل اہلِ غزہ پر سال کے بارہ مہینے بہار رقصاں رہتی تھی۔ اُن پر یہود روز صبح سویرے آسمان سے پھول برساتے اور شام کو ان کی طرف شہد اور دودھ کی نہریں کھول دیا کرتے تھے......!

ہائے ہمارے یہ بے خبر نام نہاد دانش ور!

ارے بھائی! ذرا مقبوضہ فلسطین کی پچھلے ایک سال کی خبریں تو نکال لیجیے، معلوم ہو جائے گا کہ آپ کے بقول ’’حالتِ امن‘‘ میں بھی فلسطینی عوام کی شہادتوں کا عدد حالیہ کارروائی میں ہوئی شہادتوں سے زیادہ ہی ہے کم نہیں۔ اُن کے بچوں کی تضحیک و توہین، قید و بند اور بالآخر شہادتیں ان کے لیے روزمرہ کا کچھ ایسا معمول بن گئی ہیں، جیسے ہمارے بچوں کے لیے اسکول جانا، کرکٹ کھیلنا اور شاپنگ کرنا، سو براہِ کرم آپ اُن کی شہادتوں کی فکر نہ کیجیے، اپنی دانش، اپنے اخلاقی پاٹ اور اپنے انسان دوستی کے ڈھونگ کی خیر منائیے۔

ویسے بھی اگر آزادی کے لیے جانیں قربان کرنا بھی پڑیں تو کیا یہ کوئی نقصان کا سودا ہے؟ آخر ہم سبھی کو ایک دن مرنا نہیں ہے!؟

آیئے ذرا ایک سال میں دنیا بھر میں ہونے والی اموات کا جائزہ لیتے ہیں۔ ہم نے انتہائی مستند تحقیقی جائزوں سے سالانہ اموات کی ٹاپ ٹین نہیں بلکہ درجہ وار پچیس مختلف وجوہات نکالی ہیں۔ انھیں ذرا غور سے پڑھیے:

(۱) قلبی امراض (۲) کینسر (۳) سانس کی بیماریاں (۴) معدے کی بیماریاں (۵) سینے کے انفیکشن (۶) نوزائیدہ بچوں کے امراض (۷) ڈیمنشیا (۸) ذیابیطس (۹) اسہال (۱۰) جگر کے امراض (۱۱) گردے کی بیماریاں (۱۲) سڑک کے حادثات (۱۳) تپ دق یعنی ٹی بی (۱۴) ایڈز (۱۵) خودکشی (۱۶) ملیریا (۱۷) ہیپاٹائٹس اور فالج (۱۸) پارکنسن ڈیزیز (۱۹) غذائیت کی کمی (۲۰) گردن توڑ بخار (۲۱) دہشت گردی، تصادم، قتل (۲۲) منشیات کا استعمال (۲۳) ڈوبنا، جلنا اور زہر سے اموات (۲۴) گرمی یا سرد موسم کی شدت (۲۵) بڑھاپا۔

دیکھ لیجیے؛ پچیس میں سے انیس تو صرف بیماریاں ہیں اور ٹاپ گیارہ پر بھی امراض براجمان ہیں۔ بارھویں نمبر پر جا کر کہیں سڑک حادثات ہیں، اکیسویں نمبر پر تصادم کی وجہ سے ہونے والی اموات ہیں اور پچیسویں نمبر پر بڑھاپا یعنی طبعی موت ہے۔

اب اِس تناظر میں ذرا سوچیے کہ جب مرنا ہی ہے اور بستر پر ایڑیاں رگڑتے ہوئے مرنا ہے، اور جب جنازے پر لوگ آئیں تو انھیں بتایا جائے کہ

جی وہ بے چارے دانش ور صاحب کے دل نے اچانک کام کرنا چھوڑ دیا تھا،

کینسر جیسی دردناک بیماری تھی اِن حضرت کو،

دست لگ گئے تھے تجزیہ نگار صاحب کو (وغیرہ وغیرہ)

سوا گر اپنے گھر کی آزادی کے لیے لڑتے ہوئے، اپنے مقدسات اور بچوں کے دفاع کے لیے، اپنی خواتین کی ناموس بچاتے ہوئے جانیں خطرے میں ڈال دی جائیں اور پھر واقعی موت آ بھی جائے تو آخر کیا ہو گیا......؟

محکومی کی حالت میں الٹی دست سے مرنے سے تو لاکھ درجے بہتر ہے ناں یہ موت!

اور یہ کہنا کہ ایک کے بدلے میں پھر ’’وہ‘‘ تمھارے سو ماریں گے تو یہ ایک سربکف حریت پسند کا مسئلہ ہی نہیں ہے۔ نتائج کا ذمے دار تو انسان ہے ہی نہیں، فتح یا شہادت جو بھی نتیجہ ہو، عزت و سعادت تو ملے گی ہی، ہاں مسئلہ امت مسلمہ کا ایک دوسرا ہے۔

اور وہ ہے میر جعفری اور میر صادقی کہ اس امت کی ایک بڑی آزمائش آستینوں اور صفوں میں چھپے غداروں سے ہوئی ہے، وہ جو اپنے ایک چہرے پر مسلمانوں کی خیر خواہی منڈھ کر انھیں موت سے ڈرا رہے ہوتے ہیں تو دوسرے روپ سے باطل کا ہرکارہ بنے سازشیں کر رہے ہوتے ہیں۔

لیکن اِن شاء اللہ تعالیٰ اس بار ان شریروں سے حفاظت ہو گی۔

بچوں کا اسلام کے کم سن قارئین سے درخواست ہے کہ اپنے اِن شیر چچاؤں کی دنیا آخرت میں سرخ روئی کے لیے روزے رکھیے۔ نوجوان قارئین سے درخواست ہے کہ اپنے بھائیوں کے لیے ہونے والے مظاہروں میں شرکت بھی کیجیے اور بڑھ چڑھ کر ان کی مالی مدد کے لیے مستند دینی اداروں سے رابطہ کیجیے۔ ماؤں دادیوں سے درخواست ہے کہ اپنے فلسطینی بچوں کے لیے خوب دعائیں کرنے کے ساتھ اپنے ہاتھوں سے فلسطینی پرچم سی کر اپنے گھروں پر لہرایئے جبکہ ہمارے بزرگ قارئین سے درخواست ہے کہ مسئلہ فلسطین کو خوب اچھی طرح پڑھ کر اپنے بچوں کو، بھتیجے بھانجوں کو، محلے والوں کو آگاہی دیجیے۔ انھیں بیت المقدس کی تاریخ اور فلسطین کا جغرافیہ سمجھایئے۔

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِی شَھَادَۃً فِیْ سَبِیْلِکَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ رَسُوْلِکَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ!

والسلام

مدیرِ مسئول محمد فیصل شہزاد

مُختصر پُراثر

اے بچو!

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بچوں سے کھیلتے بھی تھے۔اپنے چچازاد بھائیوں عبداللہ بن عباس، عبیداللہ بن عباس اور کثیر بن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) کو بلاتے اور اُن سے فرماتے:''بچو! تم میں سے جو دوڑ کر مجھے سب سے پہلے ہاتھ لگائے گا، میں اسے فلاں چیز دوں گا۔''تینوں بھائی دوڑ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف آتے۔کوئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینہ مبارک سے چمٹ جاتا، کوئی پشت مبارک پر چڑھ جاتا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انھیں سینے سے لگاتے۔خوب پیار فرماتے۔آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو یہ دعا بھی دیتے:

''اے اللہ! اسے کتابُ اللہ کا علم اور دین کی سمجھ عطا فرما۔'' (ام احمد۔کوئٹہ)

تم ہم سے زیادہ محتاج ہو!

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ایک شخص نے پانچ سو درہم پیش کیے اور عرض کیا:''یہ اپنے خدام میں تقسیم فرمادیں۔''

حضرت نے دریافت فرمایا:''تمھارے پاس ان کے علاوہ اور بھی کچھ ہیں؟''

اس نے عرض کیا:''حضرت! میرے پاس بہت سے دینار ہیں۔''

حضرت نے دریافت فرمایا:''کیا تم چاہتے ہو کہ ان میں اور اضافہ ہوجائے؟''

اس نے کہا:''جی یہ خواہش تو ہے۔''

حضرت نے فرمایا:''پھر تم ہم سے زیادہ محتاج ہو، کیوں کہ ہم اپنے مال میں اضافہ نہیں چاہتے۔'' (عمر حیدر۔کراچی)

ابن حسین رحمہ اللہ کی باتیں:

حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ حضرت فاطمہ کے لختِ جگر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے صاحب زادے تھے۔آپ کا شمار تابعین میں ہوتا ہے۔آپ واقعہ کربلا میں بچ جانے والے افراد میں سے تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بہت سے اقوال زریں مشہور ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

☆......اجنبی وہ نہیں جو شام و یمن کے شہروں میں اجنبی ہو، اجنبی وہ ہے جس کے لیے قبر اور کفن اجنبی ہو۔

☆......ہر مسافر کا حق ہے کہ مقیم لوگ اس کو جگہ اور سکونت میں حصہ دار بنائیں۔

☆......تربیت اولاد تمھاری ذمے داری ہے، اس فریضے کی بابت تم جواب دہ ہو، ان کی بہتر پرورش کرو، نیک آداب سکھاؤ، ان کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی فرماں برداری میں لاؤ، اس حوالے سے تم جزا یا سزا پاؤ گے۔ (اقراٌ حبیب اللہ۔سرائے مہاجر بھکر)

ایسی دوا:

ایک مرتبہ خلیفہ ہارون الرشید نے چار حکیموں کو طلب کیا۔ان میں سے ایک ہندی، دوسرا رومی، تیسرا عراقی اور چوتھا سوادی تھا۔

خلیفہ نے ان سے پوچھا:''کوئی ایسی دوا بتائیں، جو کسی چیز کا نقصان نہ کرتی ہو۔''

ہندی حکیم نے کہا:''ایسی چیز ہلیلہ سیاہ (کالی ہڑ بڑ) ہے۔''

عراقی حکیم کہنے لگا:''میرے خیال میں ایسی چیز حب الرتنا (ہالیہ یا ہالون) ہے۔''

رومی حکیم بولا:''میں سمجھتا ہوں، ایسی دوا صرف گرم پانی ہے۔''

سوادی حکیم بولا:''میری رائے میں یہ سب غلط ہیں۔ہلیلہ معدے کو روندتا ہے، حب الرتنا معدے میں پھسلن پیدا کرتا ہے، جب کہ گرم پانی معدے کو ڈھیلا کرتا ہے۔''

اتنا کہہ کر وہ خاموش ہوگیا۔خلیفہ ہارون الرشید کے ساتھ ساتھ تینوں حکیم بھی دنگ رہ گئے۔آخر خلیفہ بولے:

''اچھا! پھر تمھارے نزدیک ایسی کون سی دوا ہے جو کسی چیز کا نقصان نہ کرتی ہو۔''

سوادی حکیم مسکرایا، کہنے لگا:''کھانا اس وقت تک نہ کھایا جائے، جب تک شدید بھوک نہ لگی ہو اور ایسی حالت میں ختم کیا جائے کہ مزید کی رغبت باقی ہو۔''

اس کی بات سن کر سب سر ہلانے لگے، کیونکہ یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت پہلے ارشاد فرما چکے تھے۔(فضائل صدقات) (نعمان علی۔ڈیرہ غازی خان)

☆☆☆

میں ایک چیونٹی ہوں، میرا نام نمل ہے۔میرا ذکر قرآن پاک میں موجود ہے۔میں بہت نازک اور ہلکی ہوں مگر میں دنیا کی واحد مخلوق ہوں جو اپنے وزن سے ۵۰ گنا زیادہ وزن اٹھالیتی ہوں۔اس دنیا میں میری تقریباً بارہ ہزار اقسام ہیں۔میرے سونگھنے کی حس بہت تیز ہوتی ہے۔گرمیوں میں ہم نے سردیوں کے موسم کے لیے کھانا اکٹھا کرنا ہوتا ہے، اس لیے گرمیوں میں ہم سب سارا دن نہایت محنت مشقت کرکے کھانا اکٹھا کرتے ہیں۔کیا آپ کو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دو معدے دیے ہیں۔ایک اپنے کھانے کے لیے اور ایک دوسروں کی خوراک محفوظ کرنے کے لیے۔اللہ تعالیٰ نے ہمیں کان نہیں دیے۔ہم ہمیشہ اکٹھے رہنا پسند کرتے ہیں۔ہماری کالونیاں ہوتی ہیں۔جہاں ملکہ چیونٹی، سپاہی چیونٹی اور کارکن چیونٹیاں ہوتی ہیں۔ہماری ملکہ چیونٹی کی عمر تقریباً ۳۰ سال ہوتی ہے۔ہماری مثالیں تو انسان ایک دوسرے کو دیتے ہیں۔ہماری قطاریں، ہماری تنظیم اور ہماری آپس میں ایک دوسرے کے لیے قربانیاں بے مثل ہوتی ہیں۔ (ثمرین حق)

خط کتابت کا پتا: دفتر روزنامہ اسلام، ناظم آباد، کراچی bkislam4u@gmail.com, 021 366 099 83

ادارہ روزنامہ اسلام کی تحریری اجازت کے بغیر بچوں کا اسلام کی کوئی تحریر کہیں شائع نہیں کی جاسکتی۔بصورت دیگر ادارہ قانونی چارہ جوئی کرنے کا حق رکھتا ہے۔

سالانہ زرتعاون: اندرون ملک 1500 روپے بیرون ملک ایک میگزین 22000 روپے دو میگزین 25000 روپے
انٹرنیٹ: www.dailyislam.pk

''ہیلو کون بول رہا ہے؟''

محمد اکرم نے گہری نیند سے بیدار ہو کے موبائل ہاتھ میں لیا جس کی آواز نے سب سوئے ہوؤں کو جگا دیا تھا۔

''میں آپ کا بھائی بات کر رہا ہوں!''

جواب میں دوسری طرف سے ٹھنڈی میٹھی بات سنائی دی۔

''بھائی؟'' محمد اکرم کو جھٹکا لگا۔ ''میرا بھائی تو بچپن ہی میں مر گیا تھا، تم کون سے بھائی ہو؟''

''میرا اور آپ کا دادا ایک ہی تھا۔'' بہت سن سے جواب آیا۔

''ارے کیا اول فول بول رہے ہو، میرا دادا اکیلا ہی تھا اس دنیا میں، بہن نہ بھائی، تم بتاؤ کون ہو اور آدھی رات کو کیوں فون کر رہے ہو۔''

''بتایا تو ہے میرا اور آپ کا دادا، بابا آدم تھے، اس ناتے ہم بھائی ہوئے ناں سگے نہ سہی تو سوتیلے ہی سہی۔''

کوئی زور سے ہنسا تھا۔

''گدھے! آدھی رات کو تم نے مجھے یہ بتانے کے لیے فون کیا ہے؟ میرے سامنے ہوتے تو تمھیں بتاتا دیہاڑی دار مزدوروں کو سوتے سے جگانے کا انجام کتنا برا ہوتا ہے۔''

انھوں نے سخت سست سناتے ہوئے فون بند کیا۔

سب گھر والے اس ناگہانی رانگ نمبر کال سے جاگ چکے تھے۔ ابھی ڈیڑھ دو ماہ پہلے تک ان کے گھر میں کسی فرد کے پاس موبائل فون نہیں تھا۔ جب گھر کے سربراہ نے خریدا تو راستہ کھل گیا۔ بیٹے نے بھی خرید لیا اور باپ کو ہلکا پھلکا استعمال کا طریقہ سکھا دیا۔

آج یہ پہلا اتفاق تھا رانگ نمبر کال کا، وہ بھی آدھی رات کے وقت، وگرنہ اب تک اس کے اتنے فائدے سامنے آ چکے تھے کہ اٹھتے بیٹھتے محمد اکرم کو ماضی کے ان دنوں پر افسوس ہو رہا تھا جب موبائل فون جیسی کارآمد چیز اس کے پاس نہ تھی۔ ان کا پوتا انھیں واٹس ایپ پر کوئی پوسٹ پڑھ کے سناتا تو 'بلے بلے' کرتے ہوئے وہ یوں خوش ہوتے اور صدقے واری جاتے کہ موبائل فون ایجاد کرنے والا سامنے بیٹھا ہوتا تو انھیں ضرور اپنا برانڈ ایمبیسڈر مقرر کر لیتا۔ اب اللہ کی مرضی کے آگے کس کا زور، ورنہ نیند تو انھوں نے اپنے والدین کے انتقال والی رات بھی قربان نہیں کی تھی، سو اس رانگ کال نے ان کی نیند خراب کی، موڈ خراب کیا تو نتیجے میں سارا گھر ان کے غصے کا نتیجہ بھگت رہا تھا......!!!

فجر کی اذان ختم ہوئے محض چار چھ منٹ ہوئے ہوں گے کہ پھر اسی رانگ نمبر سے کال آ گئی۔ نیند میں اَدھ کھلی آنکھوں اور مکمل سوئے ہوئے دماغ کے ساتھ انھوں نے پھر فون ریسیو کر لیا اور آواز سنتے ہی وہ غصے سے چلانے لگے، اس بار انھوں نے کال کا خاتمہ دھمکیوں پر کیا تھا۔ سات آٹھ سالہ پوتا بھی ان کے ساتھ پلنگ پر سویا ہوا تھا، اس کی بھی آنکھ کھل گئی تھی۔

صبح صبح اس نے دادا کا بلڈ پریشر کوہِ ہمالیہ سے بھی اوپر پرواز کرتے دیکھا تو دادا کے کانوں میں آہستہ سے مشورہ انڈیل دیا:

''دادا ابو! آپ ایسے کریں آپ اس کا نمبر کسی نام سے محفوظ کر لیں، جب بھی اس کی کال آئے گی آپ کو پتا چل جائے گا۔''

''بات تو ٹھیک ہے مانی پتر! مگر مجھے اس کے نام کا کیا علم۔''

پوتا مسکرایا اور دادا کے گلے میں بانہیں ڈال کے کہنے لگا۔

''دادا ابو! آپ کسی بھی نام سی محفوظ کر لیں جیسے آپ نے ابھی کہا تھا گدھا!''

دادا کی آنکھوں میں چار سو چالیس وولٹ والی چمک آئی اور چلی بھی گئی۔

''نہیں مانی پتر! کر تو لوں مگر جب بھی موبائل کی اسکرین پر اس نام کو دیکھوں گا، میرا بلڈ پریشر بڑھ جائے گا۔''

''پھر آپ اس کا نمبر بلاک کر دیں یا فون رات کو سائلنٹ کر کے سویا کریں۔''

اینڈرائیڈ پوتے نے مشورہ دیا۔

''بلاک......وہ تو گلی محلے کو نہیں کہتے؟''

انھوں نے حیرت سے پوچھا۔

''دادا ابو! بلاک کا مطلب ہوتا ہے اس نمبر کو بند کر دینا، وہ دن میں چار سو مرتبہ بھی کال کرے گا تو آپ کو سنائی نہیں دے گی۔''

پوتے نے وضاحت کی۔

''جیتا رہ، یہ تو بہت اچھا حل ہے، لے کر دے۔''

انھوں نے پلک جھپکنے میں وہ نمبر بلاک کروا دیا۔

رات کو سونے کے لیے لیٹے تو بدن تھکا تھکا اور بخار کی سی کیفیت تھی۔ موسم بھی بدل رہا تھا

اور پچھلی رات کی رانگ کالیں بھی یاد آ گئیں، نیند ان کی پوری نہیں ہوئی تھی۔ شاید اس کی بھی تھکاوٹ تھی، ساتھ میں یہ خوف بھی کہ آج رات کسی اور نمبر سے یہ سلسلہ شروع نہ ہو جائے۔

''مانی پتر! ایسا کرو، فون سائلنٹ پر لگا دو۔''

مانی پتر نے فون سائلنٹ پر لگا دیا چند ہی لمحوں میں دادا کے خراٹے پوری چھت پر گونج رہے تھے۔

رات کے ڈیڑھ دو بجے کے قریب جیسے ان پر کسی نے پتھروں کی بارش کر دی ہو۔ ایک گولہ سا ان کے سر پر آ کے لگا۔ گہری نیند میں تھے تو پتا نہ چلا، پھر دوسرا آ کے لگا۔ آنکھ کھل گئی، تیسرے پر تو ایک طوفان آ گیا۔

''کون سی مصیبت نازل ہو گئی ہے۔''

''دادا ابو! میں دیکھتا ہوں۔'' پوتا چھلانگ مار کے اترا اور منڈیر سے نیچے دیکھنے لگا۔

''بابا! میں آ رہا ہوں۔'' اس نے زور سے آواز دی۔

''دادا ابو! نیچے بابا آئے ہیں۔'' یہ کہہ کر وہ دروازہ کھولنے کے لیے بھاگا۔

اس نے باپ کو دونوں ہاتھوں سے پیٹ پکڑے دیکھا تھا۔

''تیرے بابا کے پاس شریفوں کا طور طریقہ نہیں اندر آنے کا۔''

وہ باآواز بلند بڑبڑائے۔

چند لمحوں میں دروازہ کھلا اور ان کا بیٹا زخمی ٹانگ کے ساتھ اندر داخل ہوا۔

اتنے میں دادا محمد اکرم بھی نیچے آ چکے تھے۔ انھیں معاملہ کچھ گڑبڑ لگا تھا۔ نیچے سے ہائے وائے کی آوازیں انھیں پریشان کر گئی تھیں، کیونکہ وہ خود جتنے غصیل اور بڑبولے تھے، بیٹا اتنا ہی ٹھنڈے مزاج کا اور شریف النفس تھا۔

اب اگر وہ آدھی رات کو پتھر مار رہا ہے، واہی تباہی بول رہا ہے تو بات یقیناً کچھ تشویش ناک تھی۔

سوچتے سوچتے جب صحن میں پہنچے تو بیٹے کے سر پر پٹی بندھی، ٹانگ سے خون نکل رہا تھا۔

''آپ نے فون اٹینڈ نہیں کیا، کتنی دفعہ فون کیا آپ کو۔''

''کک...... کیا ہوا؟ یہ...... یہ چوٹ کیسے لگی؟ تم تو چیچہ وطنی گئے تھے ناں آج۔''

وہ بیٹے کو زخمی دیکھ کر گھبرا گئے تھے۔

''گیا تھا چیچہ وطنی مگر موٹر سائیکل کا حادثہ ہو گیا، بیسیوں فون کیے آپ کو مگر مجال ہے جو آپ نے اٹھایا ہو، پھر خود ہی اسپتال گیا، گوشت پھٹ گیا تھا، جیب سے بٹوا بھی غائب ہو گیا، پانچ بندے مر مرا گئے حادثے میں، فارغ ہو کر گھر پہنچا تو بجلی غائب، گھنٹی کی آواز کیا سنائی دینا تھی، دروازہ بجا بجا کے ہاتھ نیلے ہو گئے میرے۔ سارے ہی نجانے کیسے بے ہوش ہو کر سوئے تھے آج کہ نہ فون اٹینڈ کرنے کا ہوش نہ دروازے پر دستک سنائی دی کسی کو۔''

وہ مسلسل بڑبڑا رہا تھا۔

محمد اکرم نے جلدی سے موبائل چیک کیا۔ واقعی چوبیس مسڈ کالز ان کے بیٹے کی آئی ہوئی تھیں۔ ان کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ اگر اللہ نہ کرے اللہ نہ کرے، لنگڑاتے وجود کی بجائے بیٹا سفید چادر میں ملبوس ایمبولینس میں دروازے پر آتا تو؟

انھیں جھرجھری سی آ گئی۔

دل چاہا یہ ننھا فتنہ سامنے دیوار پر دے ماریں، یہ تو نرا سیاپا تھا......!

☆☆☆

صحابہ اور تابعین کے ایمان افروز اور انوکھے واقعات جاننے کے لیے دو بہترین کتابیں

صرف 810/-

صرف 652/-

صحابہ کے واقعات

- 75 کامیاب ہستیوں کا خوبصورت تذکرہ
- واقعات سے حاصل شدہ قیمتی فوائد و نصائح پر مشتمل
- دین سے محبت اور عمل کا شوق ابھارنے میں معاون

تابعین کے واقعات

- 32 خوش نصیب ہستیوں کا ایمان افروز تذکرہ
- قیمتی فوائد و نصائح پر مشتمل
- اسکول و مدارس کے نصابی تقاضوں سے ہم آہنگ

آئیں! مل کر کتاب دوستی کو فروغ دیں اور اس پیغام کو عام کریں۔

مستند مجموعۂ وظائف

اب موبائل ایپلی کیشن میں بھی دستیاب ہے۔

GET IT ON Google Play

بیت العلم

کراچی فون: 021-32726509 ، موبائل: 0309-2228089

لاہور فون: 042-37112356

Visit us: www.mbi.com.pk maktababaitulilm

راحت عائشہ۔ کراچی

صرف آرزو نہیں!

سعدیہ نے نماز ختم کی اور دعا مانگنے لگی۔

امی نے بتایا تھا کہ دعا مانگنا بہت ضروری ہوتا ہے اور کل ہی تو دادی جان نے اسے جنت اور جنت میں ملنے والی بہت ساری نعمتوں کے بارے میں بتایا تھا کہ

’’وہاں خوبصورت محل ہوں گے جن کے نیچے شفاف پانی، دودھ اور شربت کی نہریں بہتی ہوں گی، دنیا سے کہیں زیادہ لذیذ پھل، میوے اور کھانے ہوں گے۔ ایسے خوب صورت جھلملاتے کپڑے اور زیورات ہوں گے جن کا دنیا میں تصور ہی ناممکن ہے۔ حسین باغات ہوں گے جن میں رنگ برنگے پرندے چہچہاتے پھرتے ہوں گے۔ ہمارے دوست اور گھر والے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور نیک اعمال کیے، وہ بھی ہمارے ساتھ ہوں گے اور ہم اُن عظیم ہستیوں سے بھی مل سکیں گے جو ہم سے پہلے اس دنیا میں تھیں۔‘‘

دادی جان سے یہ باتیں سن کر سعدیہ کا دل چاہنے لگا کہ وہ بس ابھی اڑ کر جنت میں پہنچ جائے۔

’’اللہ میاں، پیارے اللہ میاں! پلیز مجھے ضرور جنت میں داخل کیجیے گا۔‘‘

سعدیہ نے دعا مانگی، جاے نماز تہ کر کے رکھی اور بستر پر لیٹ گئی۔

☆......☆

’’سعدیہ! آپ نے پہلے بلی پالنے کی ضد کی اور اب جب ہم نے بلی لا دی ہے تو آپ اب اس کا بالکل خیال نہیں رکھتیں۔ صبح بھی آپ نے اسے کچھ کھانے کو نہیں دیا تھا۔ مجھے اتنی دیر بعد یاد آیا تو سعد سے کہا۔ یہ تو کوئی اچھی بات نہیں ہے کہ آپ ایک بے زبان جانور پال لیں لیکن اس کا خیال نہ رکھیں۔ اب بھی دیکھیں، وہ بھوکی ہے۔‘‘ امی جان نے سعدیہ سے کہا، جو اپنی کہانیوں کی کتابیں دیکھ رہی تھی۔

’’جی امی! ابھی دے دوں گی میں اسے کھانا پانی۔‘‘

سعدیہ نے بے پروائی سے کہا۔

’’بھول نہ جانا۔‘‘ امی نے جاتے ہوئے یاد دہانی کروائی۔

’’جنت میں تو ہمارے اتنے خدمت گار ہوں گے کہ اگر ہم کوئی جانور پالیں گے بھی تو میرا خیال ہے سب کام وہی کر دیں گے۔‘‘

سعدیہ کے ذہن نے پھر جنت کی طرف اڑان بھری۔

اس نے میز پر رکھی کہانیوں کی کتاب اٹھائی اور اس کی ورق گردانی کرنے لگی۔

کچھ ہی دیر میں وہ کہانی پڑھتے پڑھتے سو چکی تھی۔

☆......☆

’’سعدیہ! دادا جان کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے، آپ ان کے پاس بیٹھ جائیں، اگر انھیں پانی یا دوا کی ضرورت ہو تو دے دینا، مجھے آپ کی دادی کے ساتھ ایک ضروری کام سے جانا ہے۔‘‘

امی نے سعدیہ سے کہا۔

’’سوری امی! ابھی تو میرے کھیلنے کا وقت ہے۔ میری سب سہیلیاں اِس وقت کھیلنے آتی ہیں۔ میں ابھی داداجان کے پاس نہیں رک سکتی۔‘‘

سعدیہ نے روکھے لہجے میں جواب دیا۔

دادی اماں سعدیہ اور امی کی ہونے والی باتیں سن رہی تھیں۔ انھوں نے امی سے کہا:

’’چلو بیٹی! ایک دن اور رک جاؤ، ہم کل چلے جائیں گے۔‘‘

امی کو غصہ تو بہت آیا تھا لیکن دادی جانے کے کہنے پر انھوں نے سعدیہ کو کچھ نہ کہا اور خاموشی سے اپنے کمرے میں چلی گئیں۔

رات میں سعدیہ جب کہانی سننے دادی جان کے پاس لیٹی تو اس نے کہا:

’’دادی جان! آج بھی جنت کی کہانی سنائیں میرا تو دل چاہتا ہے کہ بس میں جلدی سے جنت میں چلی جاؤں۔‘‘

SERVING SPIRIT
HOMEO CARE
ONLINE CLINIC

✓ شفاء میرے نہیں بلکہ اللہ کے ہاتھ میں ہے دوا محض تدبیر ہے۔
✓ خواتین وحضرات اپنے ہر قسم کے عمومی اور مخصوص امراض کے علاج کیلئے رجوع کر سکتے ہیں۔
✓ اپنی بیماری کی تفصیلات لکھ کر یا وائس میسج کے ذریعے وٹس ایپ کر دیجئے۔
✓ مزید ضروری علامات بذریعہ وٹس ایپ ہی دریافت کر لی جائیں گی۔
✓ کال کرنے سے اجتناب کریں۔
✓ میڈیسن کی قیمت ایزی پیسہ کے ذریعہ پیشگی بھی ادا کر سکتے ہیں اور COD یعنی کیش آن ڈیلیوری کی سہولت بھی دستیاب ہے۔
✓ ہر مریض کو آئی ڈی (ID) نمبر الاٹ کیا جاتا ہے تاکہ آئندہ کیلئے نام کی ضرورت نہ پڑے۔

ڈاکٹر عبدالقدوس ہاشمی
ایم بی بی ایس
آر ایم پی، آر ایچ ایم پی
ممبر نیشنل سنٹر فار ہومیوپیتھی امریکہ (1996)   ممبر پاکستان اکیڈمی آف فیملی فزیشن

0317-0677400   0335-4511440

"پیاری بیٹی! جنت کی کہانیاں سننے سے پہلے یاد رکھو کہ سورہ نسا کی آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، انسان صرف آرزو سے جنت میں نہیں جائے گا کہ بس وہ دعا کرتا رہے کہ میں جنت میں چلا جاؤں بلکہ وہ اپنے نیک عمل پر جنت میں بھیجا جائے گا۔ اب آپ یاد کرو، آپ کا اپنی بلی کے ساتھ کیسا رویہ ہے؟ یا کل آپ نے اپنے دادا جان کی خدمت سے منع کر دیا تھا اور جس طرح اپنی امی سے بات کی، کیا وہ ٹھیک عمل تھا؟"

دادی جان نے پیار سے اُس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

سعدیہ دادی جان کی بات سن کر شرمندہ ہوگئی۔

وہ آج بھی اپنی بلی کو کھانا دینا بھول گئی تھی۔

"سوری دادی جان! آئندہ میں اِن باتوں کا خیال رکھوں گی۔" سعدیہ نے کہا۔

"شاباش! اچھی باتوں پر عمل بہت ضروری ہے، چلنا ہے نا جنت میں؟"

دادی جان نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"جی دادی جان ضرور!"

سعدیہ نے سوچ لیا ہے کہ اب وہ دنیا میں جنت کی طرف جانے والا ہر کام کرے گی۔

اور آپ نے؟

☆☆☆

ایک تحریر کے مراحل

مدیر صاحب! جب آپ 'بچوں کا اسلام' کی ڈاک کھولتے ہیں تو یہ سوچتے ہیں کہ لوگوں نے یہ کہانی لکھی، لفافہ بند کی، پوسٹ کی اور آپ کے پاس پہنچ گئی، لیکن ایسا نہیں ہے۔

آیئے آج آپ کو تحریر لکھنے اور آپ تک پہنچانے کے مراحل بتاتے ہیں۔

سب سے پہلے اگر کوئی نیا مصنف ہو تو اسے دس دن تو تحریر کا موضوع سوچنے میں اور پھر الفاظ ترتیب دینے میں لگ جاتے ہیں۔ پھر ہمت کر کے کاغذ قلم اٹھا کر تحریر لکھی جاتی ہے اور امی جان سے چیک کروائی جاتی ہے۔

امی نے تو بڑی بے دردی سے پچاس املا کی غلطیاں نکال کر رکھ دیں۔ خیر مرتے کیا نہ کرتے ہم دوبارہ تحریر لکھتے ہیں اور جب لکھ کر مکمل ہی ہوئی ہوتی ہے کہ اچانک امی جان کمرے میں آتی ہیں اور کہتی ہیں:

"بیٹا! معاف کرنا، سچی بات یہ ہے کہ تمھاری یہ تحریر نا قابل اشاعت ہے۔ میں اگر مدیرہ ہوتی تو یہ نہیں چھاپتی۔"

لو جی! سارا محل دھڑام سے گر جاتا ہے، بھئی نا قابل اشاعت تھی تو مدیرہ صاحبہ نے پہلے غلطیاں نکلانے میں ہمارا اتنا وقت کیوں برباد کیا؟

خیر پھر ایک نیا مضمون سوچنے میں پانچ دن لگتے ہیں۔ اس مرتبہ امی جان نے تحریر کو قابل اشاعت قرار دیا ہے، بس جی کہانی کو صاف کر کے لکھا ہے اور سنبھال کر رکھ لی ہے، پھر شام کو جب بھائی جان گھر آئے تو ان کی ڈھیر ساری خوشامد کی جاتی ہے کہ پیارے بھائی! کل جب آپ کالج جائیں گے تو یہ کہانی سپرِدِ ڈاک کر دیجیے گا۔

تب بھائی جان خوب نخرے اٹھاتے ہیں کہ اتنے اتنے پیسے لوں گا، بہر حال قصہ مختصر اگلے دن کہانی پوسٹ ہو جاتی ہے۔

پھر کہانی آپ کے پاس آتی ہے اور اگر وہ قابل اشاعت نہ ہو تو بے دردی سے ردی کی ٹوکری کی نذر کر دی جاتی ہے، اگر قابل اشاعت ہو تو کمپوزنگ کے لیے بھیج دی جاتی ہے۔

پھر چار مہینے بعد ہم بیٹھے ہوئے یہ سوچ رہے ہوتے ہیں کہ اس تحریر کا کیا بنا؟

یہ چار مہینے کبھی سال کو محیط ہو جاتے ہیں اور پھر ایک دن فون بجتا ہے۔

ہم فون اٹھاتے ہیں تو دوسری طرف مبارک باد کا شور ہوتا ہے۔

جی ہاں! ال ڈیڑھ بعد تحریر بہت ساری ایڈیٹنگ اور کاٹ چھانٹ کے بعد رسالے کی زینت بن چکی ہوتی ہے۔

عمار افضل۔ لاہور

مسکراہٹ کے پھول

☆...... استاد شاگرد سے: "بیٹا! تم نے دنیا میں کوئی نیک کام کیا ہے؟"

شاگرد سوچ کر "جی بہت پہلے ایک بابا جی گھر جا رہے تھے، ان سے ٹھیک چلا نہیں جا رہا تھا تو میں نے ان کے پیچھے کتے لگا دیے تھے، یوں وہ جلدی گھر پہنچ گئے۔"

استاد جی نے پھر شاگرد کی چھترول کر کے نیکی کمائی۔

☆...... مولوی صاحب بچے سے: "پڑھو بیٹا ح سے حلوہ، شاباش! حلق سے نکالو!"

بچے کی ماں نے اندر سے گھبرا کر کہا: "مولوی صاحب! آپ بچے کے حلق سے حلوہ نہ نکلوائیں میں آپ کو ابھی بنا دیتی ہوں۔"

اقصیٰ عبیدالرحمن درخواستی

☆...... ایک بچہ گلی میں کھیل رہا تھا۔ سامنے والے گھر سے ایک کتا نکلا اور اس کا پاؤں چاٹنے لگا۔ بچہ روتا ہوا گھر آیا۔ ماں نے پوچھا "رو کیوں رہے ہو، کہیں پڑوسی کے کتے نے تو نہیں کاٹ لیا؟" بچہ بولا: "ابھی تو چکھ کر گیا ہے، کاٹنے تو کل آئے گا۔" (حمد اللہ خان)

☆...... عید کے موقع پر ایک کمپنی جانوروں کی بکنگ بھی آن لائن کر رہی تھی، بیگم خورشید نے بھی ایک بکرے کی بکنگ کروا رکھی تھی۔ جو انہیں ایک دن بعد ہی مل جانا تھا۔ مگر اب سات دن ہو چکے تھے اور بکرا ندارد تھا۔ ان کا غصہ عروج پر پہنچ چکا تھا۔ غصے میں اٹھیں فون نمبر ڈال کیا اور شروع ہوگئیں:

"ہیلو! میں بیگم خورشید بول رہی ہوں، ابھی تک بکرا نہیں پہنچا، کیا وجہ ہے؟ انہوں نے چیختے ہوئے کہا۔

"میری بات سنو......!" دوسری طرف سے کہا گیا۔

کیا سنوں میں تمہاری بات، روزانہ کہتے ہو کل بکرا پہنچ جائے گا۔ آخر کب آئے گا تمہارا کل؟ میرے شوہر مجھ سے روزانہ بکرے کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ تمہیں نہیں پتا وہ کتنے کنجوس آدمی ہیں۔ میں نے کتنی مشکل سے انہیں ذبح کیا، مم میرا مطلب ہے پیسے نکلوائے ہیں، اگر کل قربانی کا بکرا نہ آیا تو وہ خود قربانی کا بکرا بن جائیں گے۔ اگر کل بکرا نہ آیا تو میں تمہیں ذبح کر دوں گی۔

زاہدہ......؟ میری بات تو سنو میں خورشید بول رہا ہوں تم نے آفس فون ملایا ہے۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

☆☆☆

کارل کو سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں سب کچھ یاد آ گیا، لیکن اب شاید اس کا کوئی فائدہ نہیں تھا!

اس نے اپنے پھول جیسے نرم و نازک کلائیوں والے ہاتھوں کو مکے کی شکل دی اور اس گرانڈیل جسم کے مالک اسرائیلی فوجی کے پیٹ میں گھونسوں کی بارش کردی۔

’’تم نے میری ماں پر ہاتھ اٹھایا۔‘‘ ننھا حسن ہذیانی انداز میں چیخا۔

’’میں تمھیں جان سے ماردوں گا۔‘‘

ننھے حسن کی یہ حرکت اسرائیلی فوجی کو سخت ناپسند آئی۔ دوسرے لمحے رائفل کے زور دار بٹ نے ننھے حسن کے ہوش و حواس پر اندھیرے کی چادر تان دی۔

وہ ہوش میں آیا تو اس کی دنیا اندھیر ہو چکی تھی۔ اس کے باپ کو کارل کے حکم پر اسرائیلی فوجیوں نے بے رحمانہ انداز میں شہید کر ڈالا تھا۔ اس کے باپ کا قصور کیا تھا؟ یہی ناں کہ اس نے کارل کے خون آشام اور گھناؤنے جرم کو بے نقاب کرنے کے لیے اپنے قلم کا استعمال کیا تھا۔ اس بات پر کہ کارل نے اپنے عہدے کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے درندہ صفت فوجیوں کے ہاتھوں غریب اور نہتے فلسطینیوں پر آگ و آہن کے دروازے کھول دیے تھے۔

طلسم ٹوٹا تو وہ خیال کے دھندلکوں سے نکل آیا۔ سورج نے اپنی حدت کم کر دی تھی۔ دو آنسو اس کی آنکھوں سے لڑھک کر زمین میں جذب ہو گئے۔ اندھیرا اجالے پر حاوی ہونے لگا تھا۔ تیز ہوا کے دوش پر اڑتے ہوئے پرندے اپنے آشیانوں کی سمت چل پڑے تھے۔

☆......☆

یہودیوں کے قبضے سے فلسطین آزاد کرانے والے آزادی کے متوالوں میں وہ بھی شامل تھا۔ کارل کی موت اس کی زندگی کا اہم مقصد تھا۔ کارل کے حکم پر جن تین فوجیوں نے اس کی زندگی کی رونقیں اندھیر نگری میں بدلی تھیں، اُن تینوں کو ایک جھڑپ میں اس کے چچا نے جہنم واصل کیا تھا لیکن وہ خود بھی بری طرح زخمی ہو گئے تھے۔ انہی زخموں سے چند دنوں کے بعد شہید ہو گئے تھے مگر جاتے جاتے حسن سے وعدہ لے گئے تھے کہ کارل اور اس جیسے سیکڑوں درندہ صفت اسرائیلی فوجیوں کو ضرور جہنم واصل کرنا ہے اور بیت المقدس کی آزادی تک چین کی نیند نہیں سونا ہے۔

کارل کو ختم کرنا ایک مشکل کام تھا۔ وہ موساد کے شعبہ جاسوسی کا انچارج تھا۔ کمانڈوز اس سے سایے کی طرح چپٹے رہتے تھے، لیکن یہ مشکلات اس کے عزم کی راہ میں حائل نہ ہو سکیں۔ اسے اپنے ایک سائنسدان دوست سے ایک ایسی پستول ملی کہ اگر اسے کسی اخبار میں لپیٹ کر بغل میں دبا لیا جاتا تو شکار پر نشانہ تان لینے کے بعد ہلکا سا زور دینے پر گولی چل پڑتی تھی۔ وہ اپنے دوست کا بے انتہا مشکور تھا۔

☆......☆

اسرائیل کی سلامتی کے حوالے سے ہونے والی اس تقریب کی خاص بات یہ تھی کہ اس میں ہر خاص و عام صہیونی کو شرکت کی اجازت تھی۔ حسن نے بھی اس دن اپنا حلیہ انہی کی طرح بنایا۔ منصوبے کے مطابق اخبار اس نے بغل میں یوں داب لیا جیسے جلدی میں اس نے اخبار تو خرید لیا ہو لیکن پڑھ نہ سکا ہو۔ اس تقریب میں کارل کی شرکت یقینی تھی۔ بالآخر وہ لمحہ بھی آ پہنچا جب کارل کو ڈائس پر بلایا گیا۔ پردے کے پیچھے سے کارل نمودار ہوا اور سیدھا ڈائس پر پہنچا۔

جب فلسطین کے حوالے سے اس کی ہرزہ سرائی حد سے بڑھی تو حسن مزید برداشت نہ کر سکا۔ اس نے چاروں جانب تیکھی نظروں سے دیکھا اور کسی کو اپنی جانب متوجہ نہ پا کر اٹھ کھڑا ہوا۔

اخبار اس کے بغل میں تھا۔ اس نے کارل کو نشانے پر رکھا۔ اس سے پہلے کہ وہ گولی چلاتا، اس کے پیچھے سے کسی شخص نے اس کا جبہ پکڑ کر اسے بیٹھنے کے لیے کہا۔ اس کا توازن بگڑا، گولی چلی لیکن نشانہ خطا ہو چکا تھا۔ گولی کا چلنا تھا کہ ہال میں بھگدڑ مچ گئی۔ ایک افراتفری کا عالم تھا۔ بزدل صہیونیوں کا جدھر منہ اٹھا اسی طرف کو بھاگ کھڑے ہوئے۔ اپنی ناکامی پر حسن کا دل چاہا کہ اس شخص کو گولی مار دے جس کی وجہ سے یہ معاملہ بگڑا تھا۔ بہرحال بھگدڑ کا بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ بھی نکل گیا تھا۔

☆......☆

دروازے پر دستک ہوئی۔

میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے پستہ قد کے مالک کارل نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا۔

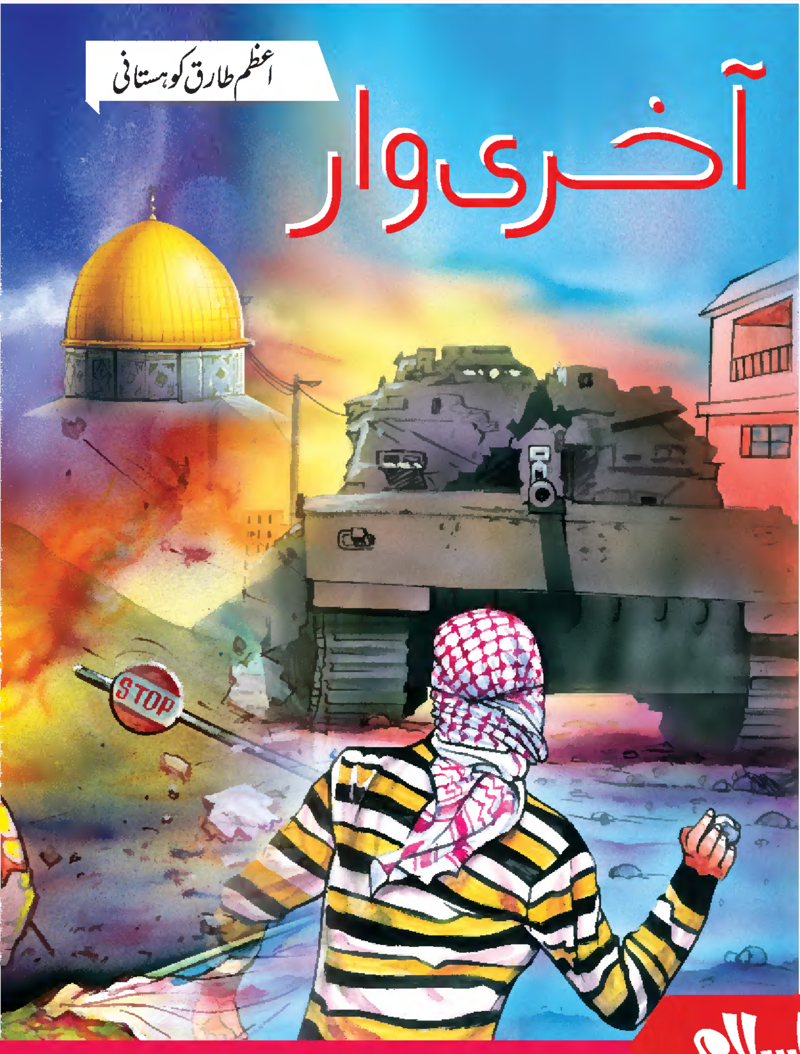

''یس کم ان!'' یہ شاید چپڑاسی تھا جس کے ہاتھ میں ایک گفٹ پیک تھا۔

''سر! یہ امریکا سے آپ کے لیے آیا ہے۔''

''ہوں۔'' مسٹر کارل نے ہنکارا بھرا۔

گفٹ پیک میز پر رکھ کر اسے جانے کا اشارہ کیا۔

چپڑاسی کے باہر جاتے ہی اس نے فوراً گفٹ پیک کھولا۔

اس کے امریکا میں کافی دوست رہتے تھے اس کے خیال میں یہ تحفہ بھی اس میں سے کسی نے بھیجا تھا۔

''ارے واہ! اس میں تو میرا پسندیدہ برانڈ کا سگار ہے۔''

کارل بچوں کی طرح خوش ہوا۔

''مجھے معلوم ہے یہ یقیناً اینڈرسن نے بھیجا ہوگا۔''

اس نے بغیر کوئی لمحہ ضائع کیے بغیر سگار کا 'بینڈ' کھولا۔

بینڈ کا کھلنا تھا کہ ایک نامانوس سی بُو اس کے نتھنوں سے ٹکرائی اور سگار کا متمنی کارل بالآخر حسن کے ہاتھوں مارا گیا۔

کارل کو سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں سب کچھ یاد آ گیا تھا لیکن اب شاید اس کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔

دوسرے ہی لمحے اس کی گردن ایک جانب ڈھلک گئی۔

ہوا یوں کہ حسن کو پتا چلا تھا کہ کارل کو سگار کا جنون کی حد تک شوق ہے تو اس کے ذہن میں ایک آئیڈیا آیا۔ دراصل سگار تمباکو کے سوکھے پتوں سے بنتا ہے جسے خوب صورتی کے ساتھ مختلف مرحلوں سے گزارا جاتا ہے، سگار مختلف سائزوں اور شکلوں میں دستیاب ہوتا ہے۔ حسن نے اس سگار کو ایک خطرناک ہتھیار بنانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

امریکی سی آئی اے کی ایجاد کو اس نے انہی کی حلیف تنظیم موساد کے ایک اہم رکن اور شعبہ جاسوسی کے انچارج پر آزمانے کا فیصلہ کیا۔ پہلا مرحلہ تو سگار کی تلاش تھی، لیکن اس کا یہ اہم مسئلہ امریکا میں مقیم اس کے بچپن کے دوست طاہر نے حل کر دیا۔ سگار کو اگر وہ فلسطین ہی سے کارل کے پاس بھیجتا تو وہ چوکنا ہو جاتا اور شاید سگار پہچان جاتا، کیوں کہ آخر وہ بھی ایک جاسوس تھا۔ اس لیے اس نے بغیر کوئی رسک لیے امریکا کا سفر کیا اور وہیں سے اسے گفٹ پیک کی شکل میں کارل کے پتے پر روانہ کیا۔

اگرچہ اس میں بھی چانس ففٹی ففٹی تھا کیوں کہ کارل اور خود اس کی ٹیم ہر شے کو پہلے مشینوں سے چیک کرتی تھی، مگر امریکا سے بھیجے جانے سے امکان بڑھ گیا تھا کہ اتنی احتیاط نہ کی جائے گی۔ سو وہی ہوا۔ دوسرے دن کے تمام بڑے اخبارات کی شہ سرخی یہ تھی:

رکن موساد ''کارل'' سگار کے ذریعے قتل۔

خبر پڑھ کر حسن کو اپنے دل میں طمانیت کا احساس ہوا۔ بلا مبالغہ سیکڑوں فلسطینیوں کا قاتل اس کے ہاتھوں جہنم رسید ہو چکا تھا۔

دوسرے لمحے اس کی پیشانی سجدہ شکر کے لیے بارگاہ ایزدی میں جھک گئی۔

☆☆☆

ایسی کتاب جو مدرسے کے ہر طالب علم کو پڑھنی چاہیے

اصل قیمت 600

رعایتی قیمت 500

جامعۃ الرشید کی کبھی نہ بھلائی جانے والی شخصیت .... نوجوان عالم دین

مفتی محمد عامر صاحب شہید رحمہ اللہ تعالی پر جمع کی گئی چھپ کر الحمدللہ منظر عام پر آچکی ہے...

مولانا اپنے آپ میں علم و عمل، تقوی و طہارت فقہی استعداد، علمی انہماک اور حسن اخلاق کا استعارہ تھے۔

جن کے بارے میں حضرت مفتی رشید احمد رحمہ اللہ نے خواہش ظاہر کی تھی 'میں ان کو اپنے مدرسے کا مہتمم بناؤں گا'

مولانا عامر شہید رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں جو آپ حضرات نے کتاب مرتب کی ہے اور ان کے بارے میں تاثرات جمع کیے ہیں، بندہ اس کو ایک بہت اچھی کوشش سمجھتا ہے۔ اللہ تعالی نے نوعمری کے اندر ہی بڑی علمی صلاحیتوں سے نوازا تھا اور ساتھ ساتھ ان کو اپنی روحانی اصلاح کی بھی فکر تھی۔ اس کتاب کے ذریعے ان کے جو فضائل ومناقب ہیں اور ان کے جو خصوصی امتیازات ہیں ان شاء اللہ لوگوں کو پڑھ کر سمجھنے کا موقع ملے گا۔ اللہ تعالی اس کتاب کو نافع بنائے، مفید بنائے اور صدقہ جاریہ بنائے۔

(شیخ الاسلام مفتی تقی عثمانی صاحب)

مفتی محمد عامر صاحب مرحوم کی صفات اور ان کی سیرت و کردار پر اگر چہ ایک ضخیم کتاب کی ضرورت ابھی باقی ہے، لیکن فوری ضرورت کو پورا کرنے کے لیے ان شاءاللہ یہ کتاب بہت مفید ثابت ہوگی اور بہت سی ایسی چیزیں ہمارے نوجوان فضلاء کو اس سے سیکھنے کو ملیں گی، جن کے بارے میں ہمارے ہاں بے توجہی پائی جاتی ہے اور کردار میں ان کی کمی اور زندگی میں ان کے بارے میں غفلت دیکھنے میں آتی ہے۔ تو امید ہے ہمارے پیارے مرحوم دوست کی زندگی کے یہ خوبصورت زاویے اور سبق آموز واقعات بہت سوں کو اپنی اصلاح کی طرف متوجہ کرے گی۔

(مولانا اسماعیل ریحان صاحب)

تقسیم کے لیے جو 5 کتابیں آرڈر کرے گا اس کے لیے 2000 روپے میں 5 کتابیں۔

رابطہ نمبر: 0306 2528488

میرِ حجاز

اظہر حسین عزمی

''محمدؐ! کیا میں نے تجھے اس سے منع نہیں کیا تھا۔''

ابوجہل نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مقام ابراہیم کے پاس نماز پڑھتے دیکھ کر کہا اور پھر دھمکیاں دینا شروع کردیں۔ اللہ کے رسولؐ نے بھی ڈانٹ کر سختی سے جواب دیا، اس پر ابوجہل کہنے لگا: ''اے محمد! تم مجھے دھمکی دے رہے ہو؟ دیکھو خدا کی قسم! اس وادی میں میری مجلس سب سے بڑی ہے۔''

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا گریبان پکڑ کر جھنجوڑتے ہوئے کہا:

اَولٰی لَکَ فَاَولٰی ثُمَّ اَولٰی لَکَ فَاَولٰی،

(تف ہے تجھ پر، تباہی ہے تیرے لیے۔)

''اے محمدؐ! مجھے دھمکی دے رہے ہو؟ خدا کی قسم تم اور تمھارا پروردگار میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ میں مکے کی دونوں پہاڑیوں کے درمیان چلنے والوں میں سب سے زیادہ معزز ہوں۔''

اس ڈانٹ کے باوجود ابوجہل اپنی حماقتوں سے باز نہ آیا۔ ایک دن اس نے سردارانِ قریش سے کہا: ''محمد تم لوگوں کے سامنے اپنا چہرہ خاک آلود کرتا ہے؟''

''ہاں۔'' سب نے کہا۔

''لات وعزیٰ کی قسم! اگر میں نے اس حالت سجدہ میں دیکھ لیا تو اس کی گردن روند دوں گا اور اس کا چہرہ مٹی میں رگڑ دوں گا۔'' (معاذ اللہ)

اس کے بعد اس نے دیکھا کہ اللہ کے رسولؐ نماز پڑھ رہے ہیں۔ وہ آپؐ کی طرف چلا، اس خیال سے کہ آپ کا چہرہ کچل دے۔

لوگ تماشائی بنے، دم سادھے ایک نئے واقعے کو دیکھنے کا انتظار کررہے تھے کہ اچانک کیا دیکھا کہ وہ ایڑیوں کے بل واپس پلٹ رہا ہے اور دونوں ہاتھوں کو اس طرح حرکت دے رہا تھا جیسے کسی چیز سے خود کو بچانے کی کوشش کررہا ہو۔

لوگوں نے حیران ہوکر پوچھا: ''ابوالحکم! تمھیں کیا ہوا؟''

''میرے اور ان کے درمیان آگ کی ایک خندق ہے اور آگ کی ہولناکیاں ہیں۔'' (صحیح مسلم)

اب قریش انتہائی ذلیل حرکتوں پر اتر آئے تھے۔ آج ایک کمینہ خصلت نے پیغمبر اسلامؐ کے سرمبارک پر مٹی ڈال دی۔ خاک آلود حالت میں گھر داخل ہوئے، گھر میں رفیقہ حیات نہیں کہ غمخواری کرے، سر کو دھوئے۔ صرف صاحبزادیاں تھیں جو اپنے باپ کی اس بے قدری پر غمگین تھیں۔

ایک صاحبزادی اپنے والد بزرگوار کے سر کو پانی سے اور اپنے چہرے کو آنسوؤں سے دھو رہی تھیں اور مظلوم باپ اپنی بچی کو تسلی دیتے جارہے تھے:

''اے میری پیاری بچی، مت رو، بے شک اللہ تیرے باپ کا محافظ ہے۔'' اس دوران وہ یہ بھی کہتے جارہے تھے: '' قریش ابوطالب کے انتقال تک مجھ سے ایسی بدسلوکی کی جرأت نہ کرسکے۔'' (سیرۃ ابن ہشام)

☆☆☆

''یارسولؐ اللہ! خدیجہ کی وفات کے بعد میں ہمیشہ آپ کو ملول وغمگین دیکھتی ہوں۔''

عثمانؓ بن مظعون کی بیوی خولہ بنت حکیم نے کہا۔

بن ماں کی بچیوں کو دیکھ دیکھ کر پیغمبرؐ اسلام کی طبیعت میں جو افسردگی چھا گئی تھی، خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اسے قریب سے دیکھ رہی تھیں۔

''ہاں گھر کا انتظام اور بچوں کی تربیت ونگرانی تو وہی کرتی تھیں۔''

''اگر اجازت ہو تو آپ کے نکاح ثانی کے لیے بات چلاؤں تاکہ بچوں کی نگرانی اور آپ کی غمگساری کرنے والا کوئی گھر میں ہو۔''

''اے بنت حکیم! مجھے معلوم تو ہو کہ وہ کون ہیں؟'' حضورؐ کو بچوں کے بارے میں پریشانی تھی کہ نئی بیوی ان کے ساتھ کیسا رویہ اپنائے گی۔ آپ خود بھی اب پچاس سال کی عمر کو پہنچ چکے تھے۔

''یارسولؐ اللہ! ایک رشتہ تو آپ کے دوست ابوبکر کی بیٹی عائشہ کا ہے۔ اور دوسرا رشتہ سودہؓ بنت زمعہ کا ہے۔ وہ آپ پر ایمان لائی ہیں، اپنے شوہر سکران بن عمرو کے ہمراہ حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی۔''

(سودہ بنت زمعہ کے شوہر سکران قیام حبشہ کے دوران عیسائی گرجوں اور پادریوں کی چکا چوند سے متاثر ہوکر نعوذ باللہ مرتد ہوکر عیسائی ہوگئے تھے اور حبشہ ہی میں وفات پائی تھی۔ خاوند کے مرتد ہونے کے باوجود حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اسلام پر قائم رہیں اور مکہ واپس آگئیں۔

''ٹھیک ہے تم بات چلاؤ۔''

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی منظوری کے بعد حضرت خولہ سیدھی سودہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے پاس پہنچ گئیں اور ان سے بات چلائی۔

یہ پیغام تو حضرت سودہؓ بنت زمعہ کے خواب کی تعبیر تھا۔ وہ خواب جو انھوں نے سکران کی زندگی میں دیکھا تھا کہ وہ تکیے کے سہارے لیٹی ہوئی ہیں کہ آسمان پھٹا اور چاند ان پر آگرا۔ انھوں نے یہ خواب اپنے شوہر سے بیان کیا تو سکران بولے:

''اس خواب کی تعبیر یہ معلوم ہوتی ہے کہ عنقریب میں فوت ہوجاؤں گا اور تم عرب کے سردار کے نکاح میں آؤ گی۔''

حضرت سودہ اگرچہ عمر رسیدہ ہوچکی تھیں، لیکن یہ کیسے ممکن تھا کہ خوش نصیبی کی اس دستک پر وہ اپنے دل کے کواڑ نہ کھولتیں۔ سو بعثت نبوی کے دسویں سال کے شوال میں یہ شادی انجام پائی۔

☆☆☆

مطعم بن عدی نے اپنے بیٹے جبیر کے ساتھ عائشہ بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طے شدہ نسبت توڑنے کا اظہار کردیا تھا۔

مطعم کو تشویش تھی کہ اگر پیغمبر اسلام کے حواری وجاں نثار ابوبکر کی بیٹی میرے گھر میں آگئی تو محمدؐ کا دین میرے گھر میں بھی قدم جمالے گا، اس خیال سے اس نے ابوبکر سے اس رشتے سے انکار کردیا۔

مکے کے معزز اور شریف باپ کے لیے عرصے سے طے شدہ رشتے کا ٹوٹنا یقیناً فکرمندی کا باعث تھا لیکن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تعلق کی یہ قیمت تو

انھیں چکانا ہی تھی۔ دل گرفتگی کے انہی ایام میں حضرت عثمان بن مظعون کی بیوی خولہ بنت حکیم، ابوبکر کی بیوی اُمّ رُومان کے پاس آئیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے عائشہ کے رشتے کی بات کی۔

اُمّ رُومان نے اپنے شوہر سے بات کی۔ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے اس سے بڑھ کر خوشی کی کیا بات ہوسکتی تھی کہ ان کی بیٹی حرم نبوی کی زینت بن جائے۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوگیا۔ آپ ام المومنین کا رتبہ پا گئیں۔ پانچ سو درہم حق مہر مقرر ہوا۔ (طبقات ابن سعد)

☆☆☆

مت رو بچے!

فیض احمد فیض کی ایک فلسطینی بچے کے لیے لکھی گئی لوری!

مت رو بچے
رو رو کے ابھی
تیری امی کی آنکھ لگی ہے
مت رو بچے
کچھ ہی پہلے
تیرے ابا نے
اپنے غم سے رخصت لی ہے
مت رو بچے
تیرا بھائی
اپنے خواب کی تتلی پیچھے
دور کہیں پردیس گیا ہے
مت رو بچے
تیری باجی کا
ڈولا پرائے دیس گیا ہے
مت رو بچے
تیرے آنگن میں
مردہ سورج نہلا کے گئے ہیں
چندر ما دفنا کے گئے ہیں
مت رو بچے
امی، ابا، باجی، بھائی
چاند اور سورج
تو گر روئے گا تو یہ سب
اور بھی تجھ کو رلوائیں گے
تو مسکائے گا تو شاید
سارے اک دن بھیس بدل کر
تجھ سے کھیلنے لوٹ آئیں گے

(انتخاب: ام عمیر۔ چنیوٹ)

☆☆☆

۲۰

جوابات: آپ کتنے پانی میں ہیں؟

۱: میسرہ۔

۲: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چار عمرے کیے ہیں۔
سب ذی القعدہ میں کیے سوائے اس عمرے کے جو آپ نے حج کے ساتھ کیا تھا۔

۳: مکہ مکرمہ سے طائف کا فاصلہ ۵۳ میل (چھیاسی کلومیٹر) ہے۔

۴: اسلام قبول کرنے والے اسنوکر کے سابق برطانوی عالمی چیمپئن کا نام ''رونی اوسلوان'' ہے۔

۵: ایٹم کے مرکزے (نیوکلیس) کے گرد الیکٹران گردش کرتا ہے۔ الیکٹران کی کسی بھی ایٹم یا مالیکیول میں گردش اتنی تیز ہوتی ہے کہ اس کو ایٹوسیکنڈ (attosecond) میں ماپا جاتا ہے اور کیا آپ جانتے ہیں کہ ایک ''ایٹوسیکنڈ'' ایک عام سیکنڈ کے مقابلے میں کتنا مختصر ہے؟ اتنا جتنا ایک سیکنڈ پوری کائنات کی عمر کے مقابلے میں چھوٹا ہے۔
یعنی ایک ایٹوسیکنڈ برابر ہے: 10^-18 seconds کے

(1 attosecond = 0.000000000000000001 of a second)

☆☆☆

دُرود کے مسنون صیغے (۴)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''زاد السعید'' کے نام سے صلوٰۃ وسلام پر مشتمل چالیس صیغے جمع فرمائے۔

حضرت لکھتے ہیں: ''جو صیغے صلوٰۃ وسلام کے احادیث میں آئے ہیں اُن میں سے چالیس صیغے پیش ہیں جن میں سے پچیس صلوٰۃ کے اور پندرہ سلام کے ہیں۔''

انہی مسنون صیغوں سے ہر ہفتے درود وسلام کا ایک صیغہ پیش کیا جا رہا ہے۔

قارئین! انھیں یاد کیجیے، روزانہ پڑھنے کا اہتمام کیجیے اور اپنے دوستوں کو بھی یاد کروائیے۔ اس طرح درود وسلام کا اجر بھی ملے گا، تلاوت حدیث کا بھی اور چالیس احادیث یاد کرنے کروانے پر از روئے حدیث قیامت کے دن علماء کرام کے ساتھ اٹھائے جانے کی بشارت کے مستحق بھی آپ بن جائیں گے۔ کیوں ہے نا مزے کی بات؟! (مدیر)

صلوٰۃ کا چوتھا صیغہ:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّاٰلَ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ وَبَارَکْتَ وَرَحِمْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ.

سلام کا چوتھا صیغہ:

اَلتَّحِیَّاتُ الْمُبَارَکَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّیِّبَاتُ لِلّٰہِ، سَلَامٌ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ، سَلَامٌ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ.

***

آؤ نماز سیکھیں

محمد اسماعیل ریحان

نماز شروع کرنے سے پہلے نماز کی کچھ شرائط پوری کرنا ہوتی ہیں۔ **نماز کی یہ شرائط سات ہیں:**

(۱) بدن پاک ہو یعنی آپ ناپاک حالت میں نہ ہوں۔ آپ کو غسل یا وضو کی ضرورت نہ ہو۔ آپ کے جسم پر کوئی ظاہری گندگی بھی نہ لگی ہو۔

(۲) کپڑے پاک ہوں۔

(۳) جس جگہ نماز ادا کی جارہی ہے، وہ پاک ہو۔

(۴) ستر ڈھکا ہوا ہو، یعنی مرد نے کم از کم ناف سے گھٹنے تک اپنا جسم چھپایا ہوا ہو جبکہ خاتون کے لیے چہرے، دونوں ہتھیلیوں اور دونوں پیروں کے سوا سارا جسم ڈھانکے رہنا ضروری ہے۔

(۵) نماز کا وقت ہو چکا ہو۔

کوئی نماز اپنے وقت سے پہلے ادا نہیں کی جاسکتی۔ اگر وقت سے پہلے پڑھی تو ادا نہیں ہوگی، جبکہ وقت گزر جائے تو نماز قضا ہو جاتی ہے جو بہت بڑا گناہ ہے۔

یاد رہے کہ نماز کے اوقات پانچ ہیں:

فجر، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء۔

فجر کی نماز کا وقت صبح صادق سے لے کر سورج طلوع ہونے تک ہے۔

ظہر کی نماز کا وقت سورج ڈھلنے سے شروع ہوتا ہے اور عصر کی نماز کے وقت تک رہتا ہے۔

عصر کی نماز کا وقت تب شروع ہوتا ہے جب ہر چیز کا سایہ دوگنا ہو جائے، یہ وقت سورج غروب ہونے سے پہلے تک ہے۔

مغرب کی نماز کا وقت سورج غروب ہوتے ہی شروع ہوتا ہے اور عشاء کی نماز کے وقت تک رہتا ہے۔

عشاء کی نماز کا وقت اس وقت شروع ہوتا ہے، جب مغرب کی سمت سورج غروب ہونے کی سرخی اور سفیدی کے نشانات باقی نہ رہیں اور گھپ اندھیرا چھا جائے۔ اُس کا وقت صبح صادق تک باقی رہتا ہے۔

نماز کے اوقات کی پہچان کے تفصیلی طریقے فقہ کی بڑی کتابوں میں لکھے ہیں۔ آپ کے لیے اتنا کافی ہے کہ اذان سن کر نماز کی تیاری شروع کر دیں، کیونکہ اذان نماز ہی کا اعلان اور بلاوا ہوتا ہے۔

(۶) قبلہ کی طرف رخ کرنا۔

(۷) نیت کرنا یعنی جو نماز ہم پڑھنا چاہتے ہیں، دل میں اس کا ارادہ ہو، یہ بات ذہن میں ہو کہ کس وقت کی نماز پڑھنے لگا ہوں، فرض پڑھ رہا ہوں، سنت یا نفل۔ نیت کے الفاظ زبان سے ادا کرنا ضروری نہیں لیکن کسی کا ذہن یکسو نہ ہو تو وہ زبان سے کہہ لے۔

ارکانِ نماز:

نماز کی شرائط پوری کرنے کے بعد آپ ارکانِ نماز ادا کریں گے۔

نماز میں کچھ کلمات پڑھے جاتے ہیں۔ ثنا، سورۃ الفاتحہ، قرآن مجید کی دیگر آیات یا سورتیں، رکوع وسجدے کی تسبیحات، التحیات، درود شریف، درود کے بعد کی دعا، دعائے قنوت وغیرہ۔

اِن کلمات کو صحیح تلفظ کے ساتھ سیکھنا ضروری ہے۔ ویسے تو آپ میں سے اکثر قارئین کو یہ کلمات یاد ہوں گے مگر بہتر ہے کہ آپ قرآن مجید کے کسی قاری یا کسی عالم دین کو یہ کلمات سنا کر تلفظ کی اصلاح کر لیں۔

نماز کے فرائض:

ساتھیو! نماز میں کچھ اعمال فرائض یا ارکان کہلاتے ہیں، اُن کے ادا کیے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ یہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ تکبیر تحریمہ یعنی اللہ اکبر کہہ کر نماز شروع کرنا۔

۲۔ قیام یعنی کھڑا ہونا۔

۳۔ قراءت یعنی کم از کم ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی آیتیں یا ایک چھوٹی سورت پڑھنا۔

۴۔ رکوع کرنا۔

۵۔ سجدہ کرنا۔

۶۔ آخری رکعت میں قعدہ کرنا۔

۷۔ اپنے ارادے سے نماز ختم کرنا۔

نماز کے واجبات:

نماز کے واجبات وہ اعمال ہیں جن کو جان بوجھ کر چھوڑنے سے نماز ضائع ہو جاتی ہے، ہاں اگر بھولے سے چھوٹ جائیں تو سجدہ سہو کرنے سے نماز صحیح ہو جاتی ہے۔

مندرجہ ذیل چیزیں نماز میں واجب ہیں:

☆......سورۃ الفاتحہ پڑھنا۔

☆......اس کے ساتھ کوئی سورت یا ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی آیات ملا کر پڑھنا۔

☆......فرضوں کی پہلی دو رکعتوں میں قراءت کرنا۔

☆......سورۃ الفاتحہ کو سورت سے پہلے پڑھنا۔

☆......رکوع کے بعد اطمینان سے سیدھا کھڑا ہونا۔

☆......دونوں سجدوں کے درمیان اطمینان سے بیٹھنا۔

☆......پہلا قعدہ کرنا۔

☆......التحیات پڑھنا۔

☆......لفظ سلام سے نماز ختم کرنا۔

☆......امام کے لیے ظہر وعصر میں قراءت آہستہ کرنا۔

☆......امام کے لیے مغرب وعشاء کی پہلی دونوں

رکعتوں میں اور فجر، جمعہ، عیدین اور تراویح کی سب رکعتوں میں قراءت بلند آواز سے پڑھنا۔

☆......وتر میں دعائے قنوت پڑھنا۔

☆......دعائے قنوت سے پہلے تکبیر کہنا۔

☆......عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کی نمازوں میں چھے زائد تکبیریں کہنا۔

ساتھیو! جس طرح نماز کے فرائض و واجبات کی پابندی ضروری ہے، اسی طرح نماز میں کچھ کاموں سے بچنا بھی ضروری ہے ورنہ نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ نماز توڑنے والے اِن کاموں کو ''مفسدات نماز'' کہا جاتا ہے۔ یہ جان بوجھ کر کیے جائیں یا بھول کر، نماز ہر حال میں ٹوٹ جائے گی۔ انھیں اچھی طرح سمجھ لیں اور نماز کے دوران میں ہرگز اِن کا ارتکاب نہ کریں۔

مفسدات نماز:

☆......بات کرنا تھوڑی ہو یا زیادہ۔ جان بوجھ کر ہو یا بھول کر۔

☆......سلام کرنا یا سلام کا جواب دینا۔

☆......چھینکنے والے کے جواب میں یَرْحَمُکَ اللّٰہ کہنا۔

☆......رنج کی خبر سن کر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پورا یا تھوڑا سا پڑھنا۔

☆......خوشی کی خبر سن کر الحمدللہ کہنا۔

☆......عجیب خبر سن کر سُبْحَانَ اللّٰہ کہنا۔

☆......دکھ یا تکلیف کی وجہ سے آہ، اوہ یا اف کرنا۔

☆......اپنے امام کے سوا کسی دوسرے کو قرآن غلط پڑھتا سن کر لقمہ دینا۔

☆......نماز میں قرآن شریف دیکھ کر پڑھنا۔

☆......قرآن مجید کی تلاوت میں ایسی غلطی کرنا جس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

☆......عملِ کثیر (زیادہ کام کرنا) یعنی ایسا کام کرنا جسے دیکھ کر کوئی یہ سمجھے کہ یہ شخص نماز نہیں پڑھ رہا مثلاً ایک ساتھ دونوں ہاتھوں سے کوئی کام کرنا۔

☆......جان بوجھ کر یا بھول کر کچھ کھانا پینا۔

☆......قبلہ سے سینے کا پھر جانا۔

☆......درد یا مصیبت کی وجہ سے اس طرح رونا کہ آواز میں حروف ظاہر ہو جائیں۔

☆......نماز میں ایسی آواز سے ہنسنا جسے کم از کم خود سن لے۔

☆......امام سے آگے بڑھ جانا۔

یہ چند مفسدات ہیں۔ فقہ کی بڑی کتابوں میں اور بھی لکھے ہیں۔

نماز کی سنتیں:

نماز کو اچھی طرح پڑھنے اور اس کا پورا ثواب حاصل کرنے کے لیے نماز کی سنتوں کو جاننا اور ان پر عمل کرنا ضروری ہے۔

نماز کی سنتیں یہ ہیں:

☆......تکبیر تحریمہ کے وقت مردوں کو دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھانا اور عورتوں کو سینے تک اٹھانا۔

☆......مردوں کو ناف کے نیچے اور عورتوں کو سینے پر ہاتھ باندھنا۔

☆......ثنا یعنی سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ آخر تک پڑھنا۔

☆......اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھنا۔

☆......بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھنا۔

☆......ایک رکن سے دوسرے رکن کو منتقل ہونے کے وقت اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنا۔

☆......رکوع سے اٹھتے ہوئے سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ اور رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کہنا۔

☆......رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ کم سے کم تین مرتبہ کہنا۔

☆......سجدہ میں کم سے کم تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہنا

☆......دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھتے ہوئے اور التحیات میں بیٹھنے کے لیے مردوں کو بائیں پاؤں پر بیٹھنا اور سیدھا پاؤں کھڑا کرنا اور عورتوں کو دونوں پاؤں سیدھی طرف نکال کر کولھوں پر بیٹھنا۔

☆......درود شریف پڑھنا۔

☆......درود کے بعد والی دعا پڑھنا۔

☆......سلام کے وقت دائیں بائیں منہ پھیرنا۔

☆......اگر آپ امامت کر رہے ہیں تو سلام میں فرشتوں، مقتدیوں اور نیک جنات کی جو نماز میں حاضر ہوتے ہیں نیت کریں۔ اگر آپ مقتدی ہیں تو امام کے بالکل پیچھے ہونے کی صورت میں دونوں سلاموں میں امام کی بھی نیت کریں اور اگر آپ امام کے دائیں یا بائیں ہوں تو جدھر امام ہو، اس سلام میں اس کی نیت کر لیں۔

مستحبات:

ساتھیو! نماز میں کچھ چیزیں مستحب ہیں، مستحب کا لفظی معنی ہے ''پسندیدہ چیز یا پسندیدہ کام''۔ شریعت میں مستحب سے مراد وہ کام ہے جس کے کرنے میں ثواب ہو اور نہ کرنے میں گناہ نہ ہو۔ ہمیں مستحب بجا لانے کی بھی کوشش کرنی چاہیے تاکہ زیادہ سے زیادہ ثواب حاصل ہو۔

فقہاء کرام نے نماز کے کئی مستحبات بیان کیے ہیں، ان میں سے چند یہ ہیں:

۱۔ اگر مرد چادر اوڑھے ہو تو کانوں تک ہاتھ اٹھانے کے لیے چادر سے ہاتھ نکالنا۔

۲۔ جہاں تک ممکن ہو کھانسی کو روکنا۔

۳۔ جمائی آئے تو منہ بند کرنا۔ (قیام کی حالت میں دائیں ہاتھ کی پشت سے اور دیگر ارکان کی حالت میں بائیں ہاتھ کی پشت سے)

۴۔ کھڑا ہونے کی حالت میں سجدے کی جگہ، رکوع میں قدموں پر، سجدہ میں ناک پر، قعدے کی حالت میں گود میں اور سلام کے وقت کندھوں پر نظر رکھنا۔

مکروہات نماز:

نماز میں کچھ کام مکروہ یعنی ناپسندیدہ ہیں، ان سے نماز ٹوٹتی تو نہیں مگر اس کا ثواب گھٹ جاتا ہے، ایسے کام بے ادبی کی نشانی ہیں۔ نماز میں لاپروائی کی علامت ہیں، ان سے نماز کی برکت جاتی رہتی ہے، اس لیے ہمیں تمام مکروہات سے بھی بچنا چاہیے۔

یہ چیزیں نماز میں مکروہ ہیں:

☆......کوکھ یعنی پہلو پر ہاتھ رکھنا۔

☆......آستین چڑھا کر نماز پڑھنا۔

☆......کپڑے سمیٹنا۔

☆......اپنے جسم یا کپڑے سے کھیلنا۔

☆......انگلیاں چٹخانا۔

☆......دائیں بائیں گردن موڑنا (اگر سینہ بھی موڑ لیا تو نماز ٹوٹ جائے گی)۔

☆......انگڑائی لینا۔

☆......مرد کو سجدے میں کلائیاں زمین پر بچھانا۔

☆......سجدے میں (مردوں کے لیے) پیٹ کو رانوں سے ملانا۔

☆......بغیر عذر کے چار زانو (آلتی پالتی مار کر) بیٹھنا۔

☆......صف سے الگ تنہا کھڑا ہونا۔

☆......سامنے یا سر کے اوپر جاندار کی تصویر ہونا۔

☆......تصویر والے کپڑے میں یا تصویر ساتھ رکھ کر نماز پڑھنا۔

☆......کندھوں پر چادر یا کوئی کپڑا اس طرح لٹکانا کے اس کے دونوں سرے جھولتے رہیں۔

☆......پیشاب، پاخانہ یا زیادہ بھوک کا تقاضا ہوتے ہوئے نماز پڑھنا۔

☆......سر کھول کر نماز پڑھنا۔ یہ کراہت کا حکم مردوں کا ہے۔ عورت سر کھول کر نماز پڑھے گی تو نماز سرے سے نہ ہوگی۔

☆......آنکھیں بند کر کے نماز پڑھنا۔

اِن کے علاوہ بھی کئی مکروہات ہیں جو آپ بڑی کتابوں میں پڑھ سکتے ہیں۔ ☆☆☆

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

☆ شمارہ ۱۰۹۲ میں تحریر ’سوفٹ ڈرنک پینے جتنا صدقہ‘ نے بہت متاثر کیا۔ ابو نے بھی اس تحریر کو پڑھ کر کہا کہ کمال کی تحریر ہے۔ ابو کو جب موقع ملتا ہے، بچوں کا اسلام بہت شوق سے پڑھتے ہیں۔ مصروفیت زیادہ ہے ناں۔ عائشہ غضنفر اللہ کی تحریر ’وقت بتائے گا‘ شگفتہ ہونے کے ساتھ ساتھ آخر میں بہت اچھا سبق سکھا گئی۔ انسان ذہین ہو یا نہ ہو لیکن استاد کا ادب فرش سے عرش تک پہنچا دیتا ہے۔ ’بلی اور ہم‘ تحریر بھی زبردست تھی۔ بھائی محمد فضیل فاروق کی مبارک سفر کی روداد ’ان کے کوچے میں‘ رسالے کی ان دنوں جان ہے۔ ’پانچ فرق تلاش کریں‘ تلاش کرنے میں بہت مزہ آیا۔ بھائی موبائل میں تصویر کھینچ کر جبکہ ابو رسالہ لے کر ڈھونڈنے لگے۔ بھائیوں کو چار فرق ہی ملے، پانچواں فرق ہم نے ڈھونڈ دکھایا۔ (بنت ملک اشرف۔ گڑھا موڑ)

ج: فرق لکھ دینا چاہیے تھا، کئی خط ملے کہ انھیں پانچواں فرق نہیں ملا۔

☆ شمارہ نمبر ۱۰۹۴ میں قران وحدیث کے بعد دستک کو پڑھا۔ یہ دیکھ کر بہت خوشی ہوئی کہ اس تصوراتی سفر میں آپ نے مجھ ناچیز کو بھی شامل کر لیا۔ ہمارے ہاتھوں میں شمارہ دیکھ کر ہمارے چھوٹے کزن ہمارے پاس آئے اور بولے کہ اس شمارے میں آٹھ سال کے بچوں کی کوئی تحریر آئی ہے۔ میں نے کہا نہیں، پھر میں نے انہیں ’اندر کی باتیں‘ تحریر پڑھ کر سنا دی۔ سن کر وہ بہت خوش ہوئے۔ ’’میری لائبریری‘ تحریر اچھی لگی۔ ویسے ہمارے گھر میں تو کوئی لائبریری نہیں مگر ہمارے قاری صاحب نے اپنے گھر میں ایک چھوٹی سی لائبریری بنا رکھی ہے، جس میں بچوں کے اسلام کے ایک سے لے کر ایک ہزار چورانوے تک سب شمارے موجود ہیں، علاوہ ازیں مختلف لکھاریوں کی کتابیں اور اشتیاق احمد کے تقریباً ۱۵۰ ناول موجود ہیں جو ہم نے سب پڑھ لیے ہیں۔ ’’ایک کہانی بڑی نرالی‘‘ کی تصویر میں دونوں گھروں کے درمیان ایک دیوار ہے مگر ٹیرس دونوں گھروں کا اکٹھا ہے؟ اس شمارے میں ہمارا دوسرا خط شائع ہوا، اور آپ نے تفصیلی جواب بھی لکھا۔ بہت خوشی ہوئی۔ (فہد اللہ قمر۔ کوٹھے والا ملتان)

ج: بھئی آپ کے قاری صاحب کی تو کیا بات ہے۔ کبھی ملے تو ہم انھیں بہت شاباش دیں گے اور اس بات پر انعام بھی!

☆ شمارہ ۱۰۹۰ کے سرورق پر ’بچوں کا اسلام اور آل پاکستان ٹور‘ دستک کا عنوان جگمگا رہا ہے، معلوم ہوا کہ یہ روداد ختم کر دی گئی ہے جبکہ ہمارا خیال تھا اس پر مزید تین سے چار اقساط آنی چاہیے تھیں، ہم تو خوب لطف اندوز ہو رہے تھے۔ جگت بابو سرورق کہانی ہنستی کھلکھلاتی، مزاح سے بھرپور جگت بابو کی شگفتہ کارستانیاں بیان کرتی کہانی ہے۔ زیست فاطمہ عالم کے قلم سے اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔ ’بچو کا جن‘ میں ہلال احمد قادری مسواک (سنت نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم) کی اہمیت، دانتوں کی صفائی ستھرائی، حفظانِ صحت کے اصول بچوں کو سمجھاتے نظر آئے۔ ’مظلوم معمار‘ خرم شہزاد صاحب میرے سوہنے شہر خوشاب سے لیکن ہم ان کو جانتے تک نہیں۔ اس خط کی وساطت سے ان کا پتا فون نمبر وغیرہ درکار ہے۔ ’میر حجاز‘ میں کیا خوب ایمان افروز تذکرے تھے۔ ’ان کے کوچے میں‘ فضیل فاروق صاحب کا قلم کیا بات ہے۔ سچ میں ایمان ہرا بھرا تر و تازہ ہو جاتا ہے۔ آمنے سامنے میں اقرا فرید، حافظ احمد بن عرفان الحق منیبہ جاوید ساقی، فہد اللہ قمر، حسن عباسی جانے پہچانے نام نظر آرہے ہیں۔ (محمد اقراش عاصم۔ میلی پیر بخش، خوشاب)

ج: ہمیں لگا کہ تصوراتی سفر والا سلسلہ زیادہ طویل ہوا تو قارئین کہیں بیزار نہ ہو جائیں۔

☆ سرورق دیکھتے ہی ملک عرب یاد آنے لگا۔ ’ان کے کوچے میں‘ زبردست قسط تھی۔ ’آمنے سامنے‘ میں بندہ ناچیز کا نام بھی شامل تھا۔ آپ اپنی دستک میں ملتان کی سیر کے دوران اولیاء کرام کے مزارات پر ایصالِ ثواب کی تلقین فرما رہے تھے، لیکن ہم نے سنا ہے کہ بچوں کا اسلام والے درباروں کی حاضری نہیں دیا کرتے!!! (حاجی جاوید ساقی۔ چک احمد آباد، اٹھارہ ہزاری)

ج: مگر ایصالِ ثواب ’’درباروں پر حاضری‘‘ کیسے ہو گیا؟ قبرستان جانا، مسلمانوں کے لیے ایصالِ ثواب کرنا تو مسنون عمل ہے۔

☆ شمارہ ۱۰۸۷ کے دوسرے صفحے پر ’’آپ کی چاہت‘‘ سے باخبر ہوئے۔ ’ساڈا کی اے دل اداس کر گئی‘۔ ’پھول کا راز‘ اشتیاق احمد کے ناول کی نقل تھی، اگرچہ پلاٹ میں تھوڑی جان تھی (نقل نہیں تھی)۔ ’ان کے کوچے میں‘ محمد فضیل فاروق شاہین کی پرواز سے اڑ رہے ہیں۔ آمنے سامنے بے رنگ سا لگا، آپ کے جواب جو نہیں تھے۔ خولہ شفیق کی ’جواہرات سے قیمتی‘ بہت پسند آئی شاباش خولہ۔ بنا سرپیر کے خط میں ہمارے بھائی حذیفہ کی طرح حذیفہ اکرام نے ہمارا سر گھما دیا۔ دستک ڈانٹتی نصیحت کرتی حقیقت وقت لگی۔ ’تندرستی کا راز‘ بہت پسند آئی لیکن ککڑیاں کیا ہوتا ہے؟ (کھیرے کی بہن) جاوید بسام کی ہوا کی کہانی دلچسپ تھی۔ اس شمارے میں ابوالحسن بھائی کا خط پڑھ کر حیرت زدہ رہ گئے اور غمگین بھی۔ محمد صائم کا نام بے حد پسند آیا۔ مولانا اشرف آج کل اداس لگ رہے ہیں۔ اللہ خیر کرے آپ نے بہترین مشورہ دیا خوش دلی سے جینے کا۔ مری سے نمودار ابوبکر عباسی کا ’’دفاعِ مری‘‘ پر خط پڑھ زیر لب مسکرا دیے۔ (حفصہ کائنات بنت محمد آصف۔ ویسہ تحصیل حضرو ضلع اٹک)

ج: آپ ’’ویسہ‘‘ کا دفاع کیجیے تاکہ کوئی اور قاری زیر لب مسکرا سکے۔

☆ ۱۰۹۵ کے شمارہ نمبر نے توجہ دلائی کہ اب تو یہ رسالہ دو ہزار کے عدد کو بھی چھونے والا ہے، اللہ ترقی دے۔ ’ہزار ہفتوں کے بھیا اور بہنا‘ کے عنوان ہی سے ہمارے ذہن میں دونوں رسالے آگئے۔ ’مسکراہٹ کے پھول‘ بھی خوب کھلے تھے۔ ’گردیپ سنگھ‘ کے کردار نے غم زدہ کر دیا۔ ’وقت لگتا ہے‘ نے ہم جیسوں کو خوب سبق دیا۔ ’ایک کہانی بڑی نرالی محنت، لگن، بلند حوصلہ اور جائز کام میں عار محسوس نہ کرنے کا درس دے رہی ہے۔ (ع، ز۔ ام رمیصاء۔ پشاور)

ج: گیارہ سو اور دو ہزار کے اعداد میں کوئی فرق ہی نہیں ہے؟ بھئی پورے نو سو کا فرق ہے۔

☆ شمارہ ۱۰۹۰ کے سرورق پر جگت بابو جھاڑو سے لڑکھڑا کر گرتے نظر آئے۔ دستک میں ’آل پاکستان ٹور‘ بہت مزے کا رہا۔ خیالات کی دنیا بھی کتنی خوب صورت ہوتی ہے نا! ’ایک لکیر ایک سبق‘ سے بہت اچھا سبق ملا۔ ’میر حجاز‘ بہت اچھا جا رہا ہے ماشاء اللہ! ’اذان‘ صبیحہ، حورعینا، عائشہ کی مختصر پر اثر تحریر تھی۔ ’آمنے سامنے‘ میں حافظ محمد احمد بن عرفان الحق نے میرے ابوجی کے بارے میں پوچھا۔ بھائی! میرے ابوجی دارالعلوم عیدگاہ کبیروالہ کے معلم نہیں ہیں۔ (بنت مولوی شبیر احمد۔ وہاڑی)

ج: آپ کے ابو کا جواب شاید شائع ہو گیا ہے۔

☆ میں بچوں کا اسلام کی خاموش قاریہ ہوں۔ آج کسی بھی رسالے میں پہلی بار خط لکھ رہی ہوں۔ میرا بہت دل کرتا تھا کہ میں خط لکھوں لیکن بس سستی غالب آ جاتی ہے۔ الف نمبر پڑھا تو خط لکھنے کو دل مچلا لیکن اپنی سست طبیعت کے باعث نہ لکھ سکی۔ پھر سفرنامہ پڑھا سوچا اتنے شاندار سفرنامے پر تبصرہ ضرور لکھا جائے لیکن پھر وہی ازل کی سستی۔ پھر حورعینا کے خط شائع ہوئے، اس نے خوشی خوشی دکھایا تو میں نے بھی قلم اٹھا ہی لیا۔ ماشاءاللہ یہ دونوں رسالے ہی بہت شاندار ہے۔ بچوں کا اسلام کا ہر سلسلہ ہی بہت پسند ہے۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں رسالوں کو دن دگنی رات چگنی ترقی عطا فرمائیں۔ (جویریہ طارق۔ کبیروالہ)

ج: آمین ثم آمین۔ اب قلم اٹھایا ہے تو رکھیے گا نہیں۔

☆ شمارہ ۱۰۹۴ کا سرورق دل کو بہت بھایا۔ ’درس قرآن وحدیث‘ کے بعد ’دستک‘ پڑھی۔ ’ایک تصوراتی سفر کی روداد‘ ایک حقیقی سفر کی روداد لگی۔ بہت خوب صورت انداز سے لکھا۔ ویسے بھی چچا! مجھے سفر کرنے کا بہت شوق ہے مگر بدقسمتی سے ہمارے شہر کا نام بھی نہیں لیا آپ نے۔ ’ان کے کوچے میں‘ پڑھ کر اچھا لگا۔ ’میر حجاز‘ میں مسلمانوں کی دعا نجاشی کی کامیابی کا سبب بنی۔ پڑھ کر خوشی ہوئی اور ساتھ دو صحابیوں کا اپنے دین سے پھر جانا پڑھ کر دکھ بھی بہت ہوا۔ (اقرا حبیب اللہ۔ سرائے مہاجر، بھکر)

ج: یہ بات اچھی طرح سمجھ لیجیے کہ اگرچہ صحابی کے لغوی معنی ساتھی اور رفیق کے ہیں؛ لیکن یہ دینِ اسلام کی ایک اصطلاح ہے، اصطلاحی طور پر صحابی کا اطلاق ان خوش نصیب نفوس پر ہوتا ہے جنھوں نے بحالتِ ایمان حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی اور ایمان ہی کی حالت میں اس دنیا سے تشریف لے گئے۔ اس لیے وہ بدنصیب جو بظاہر ایمان لائے، ہجرت بھی کی لیکن پھر دین سے پھر گئے، انھیں صحابی نہیں کہا جاتا۔

☆ شمارہ ۱۰۹۴ بچوں کا اسلام بہت اچھا لگا۔ ’اندر کی باتیں‘ کہانی بہت اچھی لگی۔ ’ان

کے کوچے میں' ناول بہت اچھا جاری ہے۔'ایک کہانی بڑی نرالی' بھی بہت اچھی لگی۔'مسکراہٹ کے پھول' نے بڑا ہنسایا۔'میر حجاز' بھی ماشاء اللہ اچھی جا رہی ہے۔ویسے میر حجاز کتاب کی شکل میں کب آئے گی؟**(ان شاء اللہ تعالیٰ اگلے برس)** 'آمنے سامنے' میں اپنا خط نہ دیکھ کر بہت افسوس ہوا۔بڑا انتظار تھا کہ میرا خط شائع ہوگا۔اب اس خط کو ردی کی ٹوکری سے بہت دور رکھنا، اللہ پاک آپ کو حج کرائے گا۔ (اخت لقمان۔بھکر)

ج: ارے واہ بھئی، ہم تو سب قارئین سے نگاہ بچا کر آپ کا یہ خط تین بار شائع کرنے کے لیے تیار ہیں، اگر اللہ میاں سے لقمان بھائی کی بیٹی ہمارے لیے ''مقبول حج'' مانگ لائے تو!

☆ میں پہلی بار خط لکھ رہی ہوں۔بچوں کا اسلام اور خواتین کا اسلام بہت شوق سے پڑھتی ہوں۔ میرے سامنے بچوں کا اسلام شمارہ ۱۰۹۱ ہے۔اس میں کہانی 'دیر نہیں لگتی' سبق آموز کہانی تھی۔'ماں' پڑھ کر بہت دکھ ہوا۔'ان کے کوچے میں' بہت مزے کا سفرنامہ ہے۔ (یمنیٰ زبیر۔چشتیاں، بخشن خان)

ج: آپ کا پہلا خط بھی بہت مزے کا ہے۔

اچھی خبریں

ایک دن میری بیٹی منیبہ جاوید خواتین کا اسلام کے پرانے شمارے پڑھ رہی تھی، جن کی ہم نے جلدیں بنا کر رکھی ہوئی ہیں۔اچانک اُس کی نظر دینی مسائل کے ایک سوال پر پڑی۔

وہ خواتین کا اسلام لے کر ہمارے پاس چلی آئی۔کہنے لگی:''ابو جی! بچوں اور خواتین کا اسلام پڑھنے کا کیا فائدہ؟''

مجھے اس کے یہ الفاظ سن کر حیرت ہوئی۔

بیٹی کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا:''کیا ہوا بیٹا؟''

کہنے لگی:''پہلے آپ مجھ سے وعدہ کریں جو بات میں آپ سے کہوں وہ کام کریں گے۔''

وہ ہماری اکلوتی اولاد ہے، مجھے جو بھی جائز کام کا کہتی ہے میں وہ پورا کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔

میں نے ہامی بھر لی تو دینی مسائل کا صفحہ دکھا کر کہنے لگی کہ دیکھیں یہ کیا لکھا ہے؟

میں نے دیکھا تو لکھا تھا گھر میں جاندار کی تصویریں لگانا حرام ہے، بلکہ اس کمرے میں نماز بھی نہیں ہوتی۔

کہنے لگی:''ابو جی! آپ نے اپنے کمرے میں جو تصویریں لگائی ہوئی ہیں انھیں اتار دیں۔''

(وہ تصویریں احرام کی حالت میں خانہ کعبہ کے ساتھ بنائی ہوئی تھیں)

میں نے کہا:''دیکھو بیٹا! یہ تصویریں یادگار ہیں، جب بھی کسی کی نظر پڑتی ہے تو بیت اللہ کا منظر یاد آنے لگتا ہے۔''

کہنے لگی:''چلیے کوئی بات نہیں، اگر آپ یہ تصویریں نہیں اتارتے تو آج سے دونوں رسائل خریدنا چھوڑ دیں۔''

بیٹی کو معلوم تھا میرے ابو جی سب کچھ کر سکتے ہیں لیکن دونوں رسائل کو پڑھنا ہرگز نہیں چھوڑ سکتے۔اس بات سے مجھے فوراً تنبیہ ہوئی کہ بات رسائل چھوڑنے سے ہزار گنا زیادہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی چھوڑنے کی ہے۔میں فوراً تصویریں اتارتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنے لگا اور سچے دل سے توبہ کر لی کہ آئندہ تصویریں نہ لگاؤں گا۔

پھر میرے دل سے نکلا: ان دونوں لاڈلوں کا بے حد شکریہ!

(حاجی جاوید ساقی۔چک احمد آباد، 18 ہزاری، ضلع جھنگ)

☆☆☆

بقیہ: نرسری کی راہ میں

''تو پھر تم نے کبھی موچڑے کھائے؟''ہم ہنسنے لگے۔

''ہاں چچی! اسے کل پڑے تھے۔''اس نے ایک بچے کی طرف چھڑی سے اشارہ کیا۔

''تمھیں اچھا لگتا ہے اس طرح مار کھانا، اس سنسان جنگل میں پھرتے رہتے ہو۔''

چھوٹا پھر بولا۔''مار کھاتے ہیں تو آم ملے بھی تو کھاتے ہیں، پیٹ تو بھر جاتا ہے ناں۔''

سب ہنسنے لگے۔

''اوئے سب ہٹ جاؤ، آپی! کچھ مت بولنا۔''

اچانک چھڑی بردار نے خبردار کیا۔

''ہائیں! کیا ہوا؟''ہم دونوں بہنیں حیران اور خوف زدہ کھڑی تھیں، جبکہ پوری ٹولی چوکس دبے پاؤں ایک درخت کی طرف بڑھ رہی تھی۔

''آنٹی! گرگٹ ہے، اس کو پکڑیں گے، ہم روز یہاں گرگٹ پکڑنے آتے ہیں۔''

''اف اللہ بچو! چھوڑو گرگٹ کو، ہمیں جلدی سے نرسری پہنچا دو بس۔''نادی نے منت کی۔

''خالہ تو ڈر جاتی ہیں، ارے گرگٹ سے کیا ڈرنا؟''

بچے کے چہرے پر دبی دبی مسکراہٹ تھی۔

''جی ہاں! نہ کتوں سے ڈرنا، نہ بھینسوں سے ڈرنا اور نہ ہی گرگٹ سے ڈرنا۔آپ لوگ تو بہت بہادر بچے ہیں بھئی!''

نادی نے کھل کر تعریف کی۔

''سارا دن یہاں ویرانے میں گھومتے رہتے ہو، گھر میں کیوں نہیں کھیلتے؟''

ہم آگے بڑھتے ہوئے بولے۔

''آپی! اِتا سا (اتنا سا) تو صحن ہوتا ہے ہمارا، پھر بجلی بھی نہیں ہوتی۔سارا دن کھیل کر شام کو ہم گھر چلے جاتے ہیں۔''

بچے نے ہاتھ کے اشارے سے صحن کا چھوٹا ہونا بتایا۔

''ہائے بے خوف نڈر بچے......!''ہم نے سراہا۔

ایک ہمارے بچے ہیں جو ہمہ وقت کمپیوٹر سے چپٹے رہتے ہیں۔مشینی گیمز ہی میں دنیا فتح کرتے رہتے ہیں۔چوہے، چھپکلی، لال بیگ دیکھ کر پاؤں پسار کر بیٹھ جاتے ہیں۔ہر چیز کی آسان دستیابی نے انھیں سہل پسند بنا دیا ہے۔دوسری طرف سہولتوں سے محروم یہ جیالے، بے خوف، نڈر بچے۔مادی چیزوں کی محرومی نے ان کی شخصیت کو خود اعتمادی، خدا ترسی، لحاظ، رواداری، جینے کا سلیقہ جیسی صفات سے آراستہ کر دیا تھا۔

ہم پر ستائش نگاہوں سے انھیں تک رہے تھے اور وہ گملوں کے بھاؤ تاؤ میں مصروف تھے، پھر حقِ میزبانی نبھاتے ہوئے وہ سب ہم دونوں کو گملوں سمیت بحفاظت گھر پہنچانے بھی آئے۔

☆☆☆

عشرت جہاں

ہم دونوں لیفٹ رائٹ کرتے ہکلے کے پیچھے تھے۔

ہکلے میاں حقِ راہ نمائی ادا کرتے آگے آگے بھاگے جا رہے تھے۔

نادی کی سانس پھولنے لگی۔

”ارے منے! آہستہ چلو ذرا، کتنی دور رہ گیا ہے؟“ وہ ہانپتے ہوئے بولی۔

”خالہ! بس آنے ہی والا ہے۔ اِدھر سے سیدھے جانا ہے پھر اُدھر کو مڑیں گے پھر تھوڑا سیدھا اور جائیں گے پھر ادھر کو مڑ کر اس طرف کو آ جائے گا۔“

ہکلا ذرا دیر کو رک کر ہمیں ہاتھ کے اشاروں سے راستہ سمجھانے لگا۔

”لیکن تم تو کہہ رہے تھے کہ بالکل سیدھا راستہ ہے۔“

”خالہ! اِس وقت کھیت میں کتے بیٹھے ہیں، اِس لیے اُدھر کو جائیں گے۔“

”ہائیں یہاں کتے بھی ہوتے ہیں۔“ اس بار ہم دونوں ہکلا گئے۔ ”کاٹتے تو نہیں ہیں؟“

”ارے نہیں خالہ! اب تک ہمیں تو کاٹا نہیں۔“ وہ اطمینان سے بولا: ”صرف بھونکتے ہیں۔“

اب ہمیں ہکلے کے پیچھے جانا ہی تھا کیوں کہ اسے رہبر جو بنا لیا تھا۔

آگے اسی کے عمر کے بچوں کی ایک ٹولی گھومتی نظر آئی۔

”سنو بچو! نرسری کا پتا ہے، یہاں کہاں واقع ہے؟“

ہم ٹھہرے بے صبرے، بچوں سے سوال کر ڈالا۔

”آپی! پودوں والی نرسری؟“ ایک بچہ بولا۔

”ہاں ہاں جہاں درخت، پھول، پودے، گملے جہاں ہوتے ہیں۔“

نادی سمجھانے لگی۔

”اچھا میں سمجھا، وہ والی نرسری جہاں منے پڑھتے ہیں۔“

چھوٹا ہنسا۔

”تو بھی تو منا ہے!“ بڑے بچے نے چھڑی گھمائی۔

”خالہ! میرے ساتھ چلی آؤ، مجھے پتا ہے ناں۔“

ہکلا اپنی ناقدری پر جز بز ہو کر آگے بڑھتے ہوئے بولا۔

”چچی! اِدھر سے چلی آئیں، یہ شارٹ کٹ راستہ ہے۔“

ایک بچہ بولا۔

”انھیں بھی شارٹ کٹ کی خبر ہے۔“ ہم نے سوچا۔

”لیکن یہ ہکلے میاں تو کہہ رہے ہیں اُدھر کتے ہیں۔“

ہم نے تصدیق چاہی۔

”آپی! کتوں سے کیا ڈرنا۔“ چھوٹا بے خوفی سے بولا۔

منے کی بے خوفی پر ہمیں بھی بہادری دکھانا پڑی۔ اب ہمارا چھوٹا سا قافلہ شارٹ کٹ راستے پر رواں دواں ہو گیا۔

دور دور تک سنسان راستہ، چلچلاتی دھوپ اور اجڑے کھیت تھے، البتہ باڑے، بھینسوں سے آباد تھے، لیکن انسان کوئی دکھائی نہیں دے رہے تھے۔

”یا اللہ! یہاں تو بھینسیں ہیں۔“ ہم پریشان ہو گئے۔

”چچی! باڑے میں بھینسیں ہی ہوتی ہیں۔“ ایک بچہ ہنسا:

”لیکن یہ کچھ کہتی نہیں ہیں۔“

جگالی کرتے کرتے ہماری آوازیں سن کر بھینسوں نے بھاری سا سر اوپر اٹھایا اور نیم وا آنکھوں سے ہمیں دیکھ کر سر جھکا لیا، گویا آگے بڑھنے کی اجازت دے رہی ہوں۔

ہمارا سفر جو چند لمحے سست ہوا تھا پھر رواں ہو گیا۔

”تم لوگ تو درختوں پر چڑھ جاؤ گے، ہم سیاہ پوش کہاں بھاگیں گے؟“

نادی نے میرا ہاتھ پکڑ کے کہا۔

اسے شاید دادی کی بات یاد آ گئی تھی کہ بھینسیں برقع والی کو بھینس سمجھ کر اس کے پیچھے بھاگتی ہیں۔

”آپی! ہم آپ کو چھوڑ کر نہیں بھاگیں گے، گھر تک چھوڑ کر آئیں گے۔“

چھوٹا رستم بولا۔

”میں صدقے میرے بچے۔“ نادی نے بلائیں لے ڈالیں۔

”آپی! آملہ کھائیں گی؟“ ایک بچے نے آگے بڑھ کر تازہ آملہ ہمیں پیش کیا۔

”یہ کہاں سے لیا ہے؟“ ہم نے پوچھا۔

”یہیں سے توڑا ہے۔ آپی! اس کو کھا کر بال سلکی، کالے چمک دار ہو جاتے ہیں۔“

چھڑی بردار بچے نے کچھ اس انداز میں معلومات بہم پہنچائیں کہ ہم دونوں ہنس پڑے۔

”لیکن اس طرح بغیر اجازت توڑنا بھی تو غلط ہے۔“ ہمیں اچانک احساس ہوا۔

”کھیت والے کہتے ہیں کھا لیا کرو لیکن کبھی کبھی موچڑے (تھپڑ) بھی لگا دیتے ہیں۔“

چھوٹے نے کھیت والوں کی زبان بولی۔

بقیہ صفحہ نمبر ۱۵ پر